﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12 — جمعۃ المبارک 14رجنوری 2005ء — 3رذی الحجہ1425ہجری قمری — 14رصلح 1384 ہجری شمسی — شمارہ 02

مصیبت سے نجات کی دعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر مندرجہ ذیل دعا القا کی گئی۔

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔

اے میرے رب ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے نجات ہوگی۔ (تذکرہ صفحہ ۴۵۸)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔

یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔

”یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں **قیامت کا نمونہ** ہوں گے۔اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ **دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔**کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔جیسا کہ خدا نے فرمایا ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل:16)اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔**اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔**میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔**میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔میں تو سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔**مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔**توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔**جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ“۔ (حقیقۃ الوحی ۔روحانی خزائن جلد 22صفحہ 268-269)

”خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلہ کا بار بار لفظ ہے اور فرمایا کہ ایسا زلزلہ ہوگا جو نمونہ ٔقیامت ہوگا۔بلکہ قیامت کا زلزلہ اُس کو کہنا چاہئے جس کی طرف سورۃ ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾ (الزلزال:2)اشارہ کرتی ہے۔لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا۔ممکن ہے یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلاوے جس کی نظیر کبھی اس زمانہ نے نہ دیکھی ہو اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے۔ہاں اگر ایسا فوق العادت نشان ظاہر نہ ہو اور لوگ کھلے طور پر اپنی اصلاح بھی نہ کریں تو اس صورت میں میں کاذب ٹھہروں گا۔مگر میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ **یہ شدید آفت جس کو خدا تعالیٰ نے زلزلہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے صرف اختلاف مذہب پر کوئی اثر نہیں رکھتی** اور نہ ہندو یا عیسائی ہونے کی وجہ سے کسی پر عذاب آ سکتا ہے اور نہ اس وجہ سے آ سکتا ہے کہ کوئی میری بیعت میں داخل نہیں۔یہ سب لوگ اس تشویش سے محفوظ ہیں۔**ہاں جو شخص خواہ کسی مذہب کا پابند ہو جرائم پیشہ ہونا اپنی عادت رکھے اور فسق و فجور میں غرق ہو اور زانی،خونی،چور،ظالم اور ناحق کے طور پر بد اندیش،بدزبان اور بدچلن ہو اُس کو اِس سے ڈرنا چاہئے۔**اور اگر توبہ کرے تو اس کو بھی کچھ غم نہیں اور مخلوق کے نیک کردار اور نیک چلن ہونے سے یہ عذاب ٹل سکتا ہے۔قطعی نہیں ہے“۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ151حاشیہ)

حقیقی عید

سیدنا حضرت مصلح موعود، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’عید ایک ایسی چیز ہے جس کو ساری قومیں مناتی ہیں۔ کوئی اس کا نام تہوار رکھ لیتا ہے، کوئی عید کہہ دیتا ہے، کوئی کرسمس ڈیز(Christmas Days) کے نام سے اسے یاد کرلیتا ہے۔ بہرحال دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں عید نہیں پائی جاتی۔ ہر قوم کسی نہ کسی طرح عید مناتی ہے۔ سینکڑوں اور ہزاروں سال تک بنی نوع انسان آپس میں جدا جدا رہے۔ امریکہ والے دنیا کے دوسرے لوگوں سے اس وقت تک نہیں مل سکے جب تک کہ کولمبس نے اسے دریافت نہ کرلیا۔ آسٹریلیا والے بھی ایک وقت تک دوسرے لوگوں سے نہ مل سکے مگر باوجود اس کے تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پرانے باشندوں میں بھی عید کی رسم پائی جاتی تھی۔ اسی طرح افریقہ کے پرانے باشندوں میں بھی بعض تہوار پائے جاتے ہیں۔ غرض عید کے موجبات خواہ مختلف ہوں اس کا وجود ہر قوم اور ہر ملک میں پایا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کا تعلق فطرت کے ساتھ ہے۔

اسلام نے بھی سال میں دو عیدیں رکھی ہیں جن میں سے ایک کا نام عیدالفطر ہے اور دوسری عیدالاضحیہ۔ ان کے علاوہ رسول کریم ﷺ نے جمعہ کے دن کو بھی مسلمانوں کے لئے عید کا دن قرار دیا ہے گویا اسلام دوسری قوموں اور مذاہب سے عید کے لحاظ سے بھی بڑھ کر ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عید کہتے کس کو ہیں؟ آخر کوئی وجہ بھی ہے جس کی وجہ سے ہر قوم اور مذہب میں عید رکھی گئی ہے۔

عید اس لئے رکھی گئی ہے کہ انسان اگر ہمیشہ رنج کی طرف ہی دیکھتا رہے تو اس کے قویٰ مضمحل ہو جائیں۔ کبھی کبھی اس کی نظر اپنے اعلیٰ مقاصد اور کامیابیوں کی طرف بھی جانی چاہئے۔ اگر وہ اپنی کامیابیوں کو یاد کرتا رہے اور اپنے مقاصد کو سامنے رکھے تو اس کا حوصلہ بڑھتا چلا جائے گا اور اس طرح قوم مرنے نہیں پائے گی......‘‘۔

’’ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہماری عیدوں کے پیچھے حقیقی خوشی کی بنیاد پائی جاتی ہے یا نہیں۔ اگر ہماری عید کے پیچھے حقیقی خوشی کی بنیاد پائی جاتی ہے تو وہ ہمارے لئے موجب برکات ہے۔ اور اگر اس کے پیچھے حقیقی خوشی کی بنیاد نہیں پائی جاتی تو پھر ہر عید جو آئے گی ہمیں پہلے سال سے بھی زیادہ مردہ بنائے گی..........‘‘۔

’’قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ عید تین وجوہات کی بنا پر منائی جاتی ہے۔ اول انسان کو اس کا محبوب یعنی خدا مل جائے۔ جب اسے خدا مل جائے گا تو اس کی عید حقیقی معنوں میں عید ہوگی۔ لیکن اگر اسے خدا نہیں ملتا تو پھر عید کیسی؟ ....اگر کوئی ایسی جماعت تھی جو اس بات کی دعویدار تھی کہ ہمیں خدا تعالیٰ مل گیا ہے تو وہ رسول کریم ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ تھے۔ پس جس شخص کو اس کا محبوب مل جائے اس کی عید بن جاتی ہے۔ غالب کہتا ہے اصل خوشی اس شخص کی ہے جس کے بازو پر اس کے محبوب نے سر رکھ دیا ہو۔ پس اصل خوشی اسی شخص کی ہے جس نے خدا تعالیٰ کو دیکھا ہو اور اس سے باتیں کی ہوں..........‘‘۔

’’غرض ایک عید اس شخص کی ہوتی ہے جسے اس کا محبوب یعنی خدا تعالیٰ مل جائے اور یہ حقیقی عید تھی جو صحابہؓ کو حاصل تھی۔ اسی طرح یہ عید خلفاء راشدین کے زمانہ میں اور اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک چلی گئی.......... بہرحال ان وجوہات میں سے جن کی وجہ سے صحابہؓ عید منایا کرتے تھے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انہیں ان کا محبوب یعنی خدا تعالیٰ مل گیا تھا۔

عید منانے کی دوسری وجہ جو قرآن کریم سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ فردی ترقی کے علاوہ قومی ترقیات بھی اس قدر مل رہی ہوں کہ جدھر بھی قوم منہ کرے کامیابیاں اور کامرانیاں اس کے قدم چومیں۔ صحابہؓ نے اتنی فتوحات حاصل کیں کہ جدھر بھی وہ منہ کرتے تھے فتح و نصرت ان کے ساتھ رہتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ جنّات ہیں جدھر بھی منہ کرتے ہیں دنیا کو مطیع بناتے چلے جاتے ہیں۔ پہلی چیز روحانی اور فردی تھی اور یہ مادی اور قومی تھی جس کی وجہ سے صحابہؓ عید منانے کے مستحق تھے۔

تیسری وجہ عید منانے کی یہ ہوتی تھی کہ قومی اخلاق اس قدر بلند ہوں کہ لوگ کسی پر ظلم نہ کریں اور ہر شخص یہ سمجھے کہ اس کے حقوق محفوظ ہیں۔ صحابہؓ اخلاقی لحاظ سے اتنے کمال پر تھے کہ اس زمانہ میں ہر شخص کے حقوق محفوظ تھے اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے.......... بہرحال یہ تیسری وجہ تھی جس کی وجہ سے صحابہؓ عید منانے کے حقدار تھے اور ان کی عید حقیقی عید تھی۔.......... یہ چیز ان لوگوں کی عید کا موجب تھی۔ جس قوم میں ایسے افراد پائے جاتے ہوں جن کو خدا مل گیا ہو، جس قوم میں ایسے افراد پائے جاتے ہوں جنہوں نے نہ صرف انفرادی اور روحانی ترقیات حاصل کی ہوں بلکہ قومی ترقیات بھی حاصل کی ہوں اور جس طرف وہ منہ کرتے ہوں کامیابیاں اور فتوحات ان کے قدم چومتی ہوں۔ جس قوم میں ایسے بلند اخلاق پائے جاتے ہوں کہ ان کے زمانہ میں کسی کو اپنا حق مارے جانے کا خیال بھی پیدا نہ ہو۔ وہ قوم مستحق ہے حقیقی عید منانے کی۔ وہ قوم مستحق ہے حقیقی خوشیاں منانے کی۔ کیا دنیا میں اب بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔

محمد رسول اللہ ﷺ اس لئے عید مناتے تھے کہ آپؐ کا محبوب یعنی خدا تعالیٰ آپ کو مل گیا۔ اور مسلمان اس لئے عید مناتے تھے کہ ان کے آقا کی جائیداد انہیں مل گئی اور اس کی حکومت دنیا میں قائم ہوگئی۔

لیکن سوال یہ ہے کہ آج ایک مسلمان کیوں عید مناتا ہے؟ کیا وہ اس لئے عید مناتا ہے کہ اس کے باپ دادا کی جائیداد ایک ایک کرکے اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ کیا وہ اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ اس کی اپنی روحانی جائیداد ایک ایک کرکے اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ کیا وہ اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ عدل و انصاف اس میں باقی نہیں رہا۔ آخر وہ کونسی چیز ہے جس پر خوش ہوکر وہ عید مناتا ہے۔ کیا وہ نئے کپڑے بدلنے یا طرح طرح کے کھانے کھانے پر خوش ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عید پہلے زمانہ میں انعام تھی۔ لیکن

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے

(انتخاب از منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحیٔ حق نے اُس سے دل بیتاب ہے
زلزلے سے دیکھتا ہوں مَیں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سر راہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولا کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرتِ توّاب ہے

اِک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر اور مرغزار
آئے گا قہرِ خدا سے خَلق پر اک انقلاب
اِک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اِک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
صبح کر دے گی انہیں مثلِ درختانِ چنار
ہوش اڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی
راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بیخود راہوار
خون سے مُردوں کے کوہستان کے آب رواں
سُرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جنّ و انس
زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحالِ زار
اِک نمونہ قہر کا ہو گا وہ ربّانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس
اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار
وحیٔ حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متّقی اور بردبار
یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار

(درّثمین)

چار عظیم قوموں کے مستقبل کے بارے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

فضل الٰہی انوری - جرمنی

دنیا کی چار بڑی بڑی قوموں کے اندر اسلام پھیلنے کے بارے میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیشگوئیاں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں جونہایت واضح آسمانی اخبار پر مشتمل ہیں۔

پہلی قوم، برصغیر ہند میں بسنے والی وہ قوم ہے جن کے اندر حضرت گوتم بدھ، حضرت کرشن جی اور حضرت رام چندر جی جیسے خدا تعالیٰ کے اوتار آئے جن کی بدولت ان میں ایک خدا کا تصور آج تک موجود ہے۔ مگر اس تصور کے باوجود وہ صدہا برسوں سے شرک، بت پرستی اور توہم پرستی میں مبتلا چلی آ رہی ہیں۔ پھر یہ وہ قوم ہے جن کے مسلمانوں کے ساتھ کئی قسم کے معاشرتی، تجارتی، تمدنی اور لسانی بندھن وابستہ ہونے کے باوجود اس پر فرقہ پرستی اور قوم پرستی کا ایسا گہرا رنگ غالب رہا کہ یہ ہمیشہ اپنے آپ کو ایک الگ قوم کہتی رہی۔ بلکہ ہمیشہ اس تاک میں رہی کہ انہیں زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچائے۔ تاہم انیسویں صدی کی ابتدا میں ان کی قلموں اور زبانوں میں اسلام اور اس کے مقدس بانی، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اچانک ایسی تیزی آ گئی کہ وہ اخلاق اور شائستگی کی جملہ حدود کو پھلانگ کر پرلے درجہ کی بدگوئی، بدزبانی اور گندہ دہنی پر اتر آئے۔ ان کی اُس وقت کی تحریریں پڑھنے سے یوں لگتا ہے جیسے ان کے مذہبی رہنماؤں نے غالباً عیسائی پادریوں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں کی دلآزاری اور ان کے پاک بزرگوں کی بے حرمتی کرنا اور انہیں اپنی گندی سرشت اور بدباطنی کا نشانہ بنانا اپنا فرض قرار دے لیا تھا۔

ایسے دلآزار حالات میں حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ملی کہ یہ قوم بھی عنقریب اسلام سے منسلک ہونے والی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا''۔ (اشتہار، مورخہ ۱۲ /مارچ ۱۸۹۷ء، بحوالہ تذکرہ صفحہ ۲۹۷)

نیز پڑھے لکھے ہندوؤں کے اسلام قبول کر لینے کی ایک اَور پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:

''عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم نظر اٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندو دکھائی دے مگر ان پڑھوں لکھوں میں ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہیں دے گا''۔

(ازالۂ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ ۱۹۹)

اگر دیکھا جائے تو اپنی ذات میں یہ ایک بہت بڑی پیشگوئی ہے۔ ہندو قوم وہ ہے جو ہزارہا برسوں سے بت پرستی اور توہم پرستی میں مبتلا چلی آ رہی ہے۔ مذہبی اعتبار سے اس کا یہ حال ہے کہ تناسخ اور آواگون جیسے بعید از عقل عقائد کو تسلیم کرتی ہے۔ اس کے نزدیک کوئی ایسی نیکی نہیں جو انسان کو اس مصنوعی دلدل سے نکال کر ابدی نجات سے ہمکنار کر سکے۔ پھر ذات پات کے بندھنوں نے اسے چار طبقاتی حلقوں میں ایسی بری طرح جکڑ رکھا ہے کہ نچلے طبقہ کی مجال نہیں کہ اونچے طبقہ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت کر سکے۔ مگر کیا خوب کہ آسمان پر اس کی تقدیر میں لکھا جا چکا ہے کہ وہ جلد یا بدیر عالمی مساوات کے حامل ایک ایسے مذہب سے ہمکنار ہو جائے گی جو رنگ و نسل کے امتیازی بندھنوں سے بالاتر ہو کر ایک عالمگیر معاشرہ کی تخلیق کرتا اور امتیاز و اکرام کا واحد معیار نیکی اور تقویٰ شعاری کو قرار دیتا ہے۔

♍♍♍♍♍

دوسری قوم جس کے آپؑ کی غلامی میں آنے سے متعلق آپؑ نے پیشگوئی فرمائی وہ عرب قوم ہے۔ عرب وہ قوم ہے جو سب سے پہلے نورِ اسلام سے منوّر ہوئی اور پھر ایک طویل عرصہ تک علم کا منبع بن کر دنیا کو اپنے نورِ علم سے منور کرتی اور حکمت و معرفت کے موتی بکھیرتی رہی حتّٰی کہ نہ صرف مادی، علمی اور روحانی رفعتوں کی مالک بن گئی، بلکہ دنیاوی طور پر بھی شوکت وعظمت کے اوجِ کمال تک جا پہنچی جس کے نتیجے میں معلوم دنیا کے ایک چوتھائی حصے پر چھا کر اسے علوم و فنون کا گہوارہ بنا دیا۔ لیکن بعد میں یہی قوم، اسلام دشمن طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کا شکار بن کر اپنا سب کچھ کھو بیٹھی۔

تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک رسول ﷺ کی نام لیوا اس قوم کی کھوئی ہوئی عظمت کو اسلام کے ہی ایک بطل جلیل اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ایک روحانی فرزند، بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام، کے ذریعہ دوبارہ قائم کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس کا اعلان آپؑ جن پُرشوکت الفاظ میں فرماتے ہیں، وہ ملاحظہ ہوں۔ آپ نے فرمایا:

'' وَ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ بَشَّرَنِی فِی الْعَرَبِ وَ اَلْهَمَنِیْ اَنْ اَمُوْنَهُمْ وَ اُرِیَهُمْ طَرِیْقَهُمْ وَ اُصْلِحَ لَهُمْ شُیُوْنَهُمْ''۔

(حمامۃ البشریٰ۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۸۲)

یعنی میرے رب نے عربوں کی نسبت بھی مجھے بشارت دی ہے اور الہام کے ذریعہ مطلع فرمایا ہے کہ میں ان کی خبرگیری کروں اور ٹھیک راستے کی طرف ان کی رہنمائی کروں اور ان کے احوال کی اصلاح کروں۔

اس رہنمائی اور اصلاح احوال کا حق جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں ادا کیا، پھر آپ کے تتبع اور نیابت میں آپؑ کے بعد آپ کے خلفاء نے ادا کیا اور کر رہے ہیں، سلسلہ کی کتب اور اخبارات اس پر شاہد ہیں۔ اے کاش! اہل عرب اس طرف توجہ کریں اور اپنے آسمانی خدا کی طرف سے بھیجی ہوئی اس روحانی قیادت کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر اپنا دین بھی بچا لیں اور دنیا بھی۔

صرف یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خوشخبری بھی بہم پہنچائی کہ وہ وقت آ رہا ہے جب اہل عرب کے نیک لوگ اور بڑے بڑے ابدال آپؑ کی غلامی کا دم بھرنے لگ جائیں گے۔ الہام الٰہی کے اصل عربی الفاظ ملاحظہ ہوں: ''یَدْعُونَ لَکَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَ عِبَادُ اللّٰهِ مِنَ الْعَرَبِ''۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۸۲)

یعنی وقت آتا ہے کہ ملک شام کے بڑے بڑے قطب اور ابدال اور عربوں میں پیدا ہونے والے اللہ کے نیک بندے تم پر درود اور سلام بھیجیں گے۔

جیسا کہ الفاظ بتلا رہے ہیں، اِن الہامات میں گویا حضرت مسیح موعودؑ کو عربوں کے ایک عظیم الشان مستقبل کی خبر دی گئی جو انہیں احمدیت سے وابستگی کے نتیجے میں حاصل ہوگا اور جہاں سے پھر وہ اسی روحانی مقام جذب و سلوک کو طے کرنے لگ جائیں گے جس کی بدولت فتح و نصرت ہر میدان میں ان کے قدم چومنے کے لئے تیار کھڑی ہوتی تھی۔ انشاء اللہ العزیز۔

♍♍♍♍♍

تیسری قوم جس کے اندر اسلام پھیلنے سے متعلق آپؑ نے پیشگوئی فرمائی وہ روسی قوم ہے۔ رُوس وہ ملک ہے جس کے باشندے تین صدیوں تک زارانِ روس کے مظالم کا تختہ مشق بنتے رہے۔ پہلا بادشاہ آئیون (Ivon) جس نے سب سے پہلے زار کا لقب اختیار کیا، اپنے مظالم کی وجہ سے (Ivon, The Terrible) کے نام سے مشہور ہوا۔ (زار جسے Czar، Tzar یا Tsar کر کے لکھا جاتا ہے اس کے لغوی معنے طاقتور حکمران یا شہنشاہ کے ہیں)۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے بائیس (۲۲) زار گذرے ہیں۔ آخری زار 'رومانوف نکولس ثانی' کے وقت رُوس دنیا کی عظیم سلطنت بن چکا تھا۔ اس کی سرحدیں ایک طرف ایشیا کے ممالک چین، ایران، افغانستان اور ترکی سے ملتی تھیں تو دوسری طرف یورپ کے مختلف ممالک بھی اس کی سرحدوں کو چھُو رہے تھے۔

زار شاہی کے خاتمہ کے بعد اشتراکیت کے غیر فطرتی اصولوں پر مبنی جو حکومت برسر اقتدار آئی وہ اپنے ظلم و ستم میں زارانِ روس سے بھی بڑھ گئی۔ ۱۹۵۴ء میں شائع ہونے والی ایک خفیہ رپورٹ کے مطابق ۱۹۲۱ء سے ۱۹۵۴ء تک (یہ اشتراکی روس کے دوسرے بڑے ڈکٹیٹر سٹالن کا زمانہ تھا) ۳۳ سال کے عرصہ کے دوران، ہر سال اوسطاً ۲۰ ہزار افراد کو پھانسی پر چڑھایا جاتا رہا بلکہ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۹ء تک کے تین سالوں میں سٹالن نے 'ناپسندیدہ عناصر' کو اپنی راہ سے ہٹانے کی جو مہم شروع کی اور جسے The Great Purge کہا جاتا ہے یعنی 'صفائی کی عظیم مہم' اس کے نتیجے میں لاکھوں انسانوں کو غائب کر دیا گیا۔ ان میں اعلیٰ فوجی افسران کے علاوہ بڑے بڑے ماہرین اقتصادیات، مصنفین، انجینئر اور سائنسدان بھی تھے۔ ان کا کیا حشر ہوا، کسی کو معلوم نہیں۔ مجموعی طور پر اشتراکیت کے دور میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد اڑھائی کروڑ سے چار کروڑ تک بتائی جاتی ہے۔

(بحوالہ جنگ، لندن، ۳۰ جنوری ۱۹۹۲ء)

اس ملک میں اسلام پہلی صدی ہجری میں ہی پہنچ گیا تھا۔ سب سے پہلا علاقہ جو اسلام کی روشنی سے منور ہوا، وہ آذربائیجان ہے۔ اس کے جلد بعد بخارا، سمرقند، تاشقند، بلخ اور خراسان بھی اسلام کی آغوش میں آ گئے۔ پھر آہستہ آہستہ ازبکستان۔ تاجکستان، ترکمانستان اور قازقستان کی ریاستوں میں بھی اسلامی جھنڈے لہرانے لگے۔

زارشاہی کے ۳۵۰ سالہ عرصہ میں مسلمانوں پر بھی بے انتہا مظالم ڈھائے گئے۔ پہلے زار، یعنی آئیون کے وقت میں ہی مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنانے کی مہم شروع کر دی گئی تھی۔ ان کی مساجد کو کلیسیاؤں اور قحبہ خانوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ تاہم اٹھارویں صدی عیسوی کا نصف اوّل جو 'پطرس اعظم' (Peter, the Great) کا دور ہے، وہ تو مسلم کشی کا بدترین دور کہلاتا ہے۔ پھر روسی انقلاب کے نتیجہ میں برسر اقتدار آنے والی اشتراکی حکومت نے شروع شروع میں تو مسلمانوں کے ساتھ بظاہر رواداری کا سلوک کیا۔ اور انہیں ان کے مذہبی اور معاشرتی حقوق کی حفاظت کا وعدہ دیکر اپنے ساتھ ملانے کی مہم شروع کر دی۔ اس طرح پر کئی مسلمان ریاستوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور جو شامل نہ ہوئیں، انہیں بزور شمشیر ساتھ ملنے پر مجبور کیا۔ مثلاً کریمیا کا جزیرہ جس نے روسی انقلاب کے فوراً بعد اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تھا، اس پر حملہ کر کے کئی ہزار مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیا اور پھر وہاں کیمونسٹ نظام رائج کر دیا گیا۔ ۴ دسمبر ۱۹۱۷ء کو لینن اور سٹالن کے مشترکہ دستخطوں سے جاری ہونے والا اعلامیہ اس بات کا شاہد ناطق ہے۔

اسی طرح جمہوریہ ترکمانستان جس کی نوے فیصد آبادی مسلمان ہے اور جو روسی انقلاب کے بعد ایک آزاد مسلم ریاست کے طور پر قائم ہوگئی، اس پر بھی حملہ کر کے اسے سوویٹ یونین میں شامل کر لیا گیا۔ وہاں کے مسلمان علماء کو یا تو تہ تیغ کر دیا گیا اور یا سائبیریا کے بیگار کیمپوں میں بھیج دیا گیا، یہی حال دوسری آزاد ہونے والی مسلمان ریاستوں، قفقاز، آزربائیجان اور قازقستان وغیرہ کا ہوا۔ صرف قفقاز میں ۱۹۳۷ء میں دس لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔

ان ممالک کی خوش بختی دیکھئے کہ ان کے درخشاں مستقبل کے بارے میں مامور من اللہ، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام، کو آسمان سے خوش خبری ملتی ہے کہ وہ آپؑ کے سلسلہ سے منسلک ہو کر ابدی راحت اور سکون سے ہمکنار ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپؑ نے رؤیا میں دیکھا کہ:

'' میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقے میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں''۔

(بحوالہ تذکرہ صفحہ ۸۱۳)

نیز آپ نے دیکھا کہ:

''زارِ روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آ گیا ہے۔ وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں۔ گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور وہ بندوق بھی ہے''۔

(اخبار الحکم جلد7 نمبر41903ء)

علم تعبیر میں 'سوٹے' سے مراد حکومت ہوتی ہے۔ گویا بالفاظ دیگر آپ کو یہ خوشخبری دی گئی کہ روسی اقوام جو صدیوں تک اپنے ہی ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں جورو ستم، ظلم اور بربریت کا شکار ہوتی رہی ہیں، بالآخر احمدیت سے وابستہ ہوکر اسلام کی عملداری میں آ جائیں گی۔ اور یوں انکی حکومتیں عملاً حضرت مسیح موعودؑ کے ہی مقدس ہاتھوں میں تھما دی جائیں گی۔ اب جس قوم کی تقدیر ایک ایسے مرِدِ کامل کے ہاتھ میں آ جائے جس کی سرشت میں کامیابیوں اور کامرانیوں کا خمیر خود خدائے قدوس نے اپنے ہاتھ سے اٹھایا ہو، اس کی خوش قسمتی میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔

یہ رؤیا اپنی کامل اور مکمل شکل میں کب حقیقت کا رُوپ دھارے گی، اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے جانشین، حضرت مصلح موعودؓ کی ایک رؤیا تصویری زبان میں اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس کا عملی ظہور آپ کے چوتھے جانشین۔ یعنی جماعت کے چوتھے خلیفہ، حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ، کی ذات سے وابستہ ہے یا کم ازکم اس کی داغ بیل آپ کے دَورِ خلافت میں پڑنی شروع جائے گی۔ یہ رؤیا 1940ء کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں ترکوں کے علاقے میں ہوں اور ایک بڑی بھاری عمارت ہے اس میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ کسی نے میری دعوت کی ہے اور مَیں اس دعوت میں گیا ہوں۔ جب مَیں دعوت سے واپس آیا ہوں تو اس وقت مَیں اکیلا ہوں۔ ساتھ والے دوست جو ہیں ان میں سے کوئی بھی اس وقت ساتھ معلوم نہیں ہوتا۔ عمارت، جس میں ہم ٹھہرے ہوئے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ صرف امّ طاہر مرحومہ میرے ساتھ ہیں اور وہ اوپر کے کمرہ میں سو رہی ہیں۔ جب مَیں اس عمارت کے پہلے کمرے میں داخل ہوا ہوں تو مجھے پیچھے سے آہٹ سنائی دی اور مجھے شبہ ہوا کہ کوئی شخص کمرے کے اندر آنا چاہتا ہے۔ مَیں نے روشندان میں سے باہر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ ایک شخص فوجی وردی پہنے ہوئے کمرے کے اندر جھانک رہا ہے۔ مَیں نے کھڑکی کے پاس آکر باہر کی طرف جھانکا تو مجھے معلوم ہوا کہ چند فوجی افسر باہر کھڑے آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ ان کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ حملہ کر کے عمارت کے اندر گھس جائیں۔ پہرے دار اور دوسرے ساتھی اس وقت تک نہیں پہنچے۔ مَیں نے جلدی جلدی اوپر چڑھنا شروع کر دیا تا کہ امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) کو بیدار کر دوں۔ بہت اونچا جا کر عمارت ایسی ہے کہ ایک طرف شیڈ سا بنا ہوا ہے اور ساتھ صحن ہے۔ وہاں امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) سو رہی ہیں اور ایک بچہ ان کے پاس سو رہا ہے۔ مَیں نے جس وقت یہ خواب دیکھا 40ء کی بات ہے اس وقت ہماری لڑکی امتہ الجمیل ساڑھے تین سال کی تھی۔ تو مَیں نے دیکھا کہ امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) وہاں سو رہی ہیں اور ان کے ساتھ ایک بچہ سو رہا ہے۔ مَیں نے امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) کو جگانا شروع کیا لیکن وہ میرے جگانے پر جلدی نہ اٹھیں۔ مَیں کہتا ہوں خطرہ ہے، اٹھو اور بچہ کو لے لو مگر انہوں نے اٹھنے میں دیر کی تو مَیں نے وہ بچہ اٹھا لیا۔ اس وقت وہ بچہ لڑکا بن گیا......۔ بہرحال مَیں نے بچہ کو اٹھا لیا اور مَیں نے کہا کہ مَیں بچہ لے کر چلتا ہوں تم جلدی جلدی میرے پیچھے آؤ۔ وہاں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مٹی ڈال کر کسی اونچی جگہ پر رستہ بنایا دیا جاتا ہے جیسے پہاڑوں پر مکان ہوتے ہیں اور ایک منزل نیچے اور ایک اوپر ہوتی ہے اور اوپر کی منزل کے ساتھ بھی گو وہ اونچی ہوتی ہے پہاڑ پر رستہ مل جاتا ہے۔ اسی طرح اس مکان کی بھی دوسری یا تیسری منزل ہے اور وہاں سے بھی ایک سڑک نیچے کی طرف جاتی ہے اس پر مَیں تیز تیز چلتا ہوں اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتا جاتا ہوں اور امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) کو اشارہ کرتا چلا جاتا ہوں کہ جلدی جلدی چلو۔ دور جانے کے بعد مَیں نے دیکھا کہ کچھ جھونپڑیاں ہیں جن کی پھونس کی دیواریں اور پھونس کی چھتیں ہیں اور وہاں ایک کٹہرے کے ساتھ جو سڑک پر بنا ہوا ہے مجھے ایک عورت نظر آئی۔ مَیں نے اسے کہا کہ کیا یہاں کوئی ٹھہرنے کی جگہ مل سکتی ہے؟۔ اس نے کہا ہاں مل سکتی ہے۔ اتنے میں امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) بھی قریب آ گئیں اور مَیں نے اس عورت سے کہا کہ بتاؤ کونسی جگہ ہے۔ وہ ہمیں گاؤں میں لے گئی جیسے گاؤں میں جگہیں ہوتی ہیں، کہیں اُپلے پڑے ہیں اور کہیں کوڑا کرکٹ پڑا ہے۔ ایسی جگہوں سے چلتے چلتے ایک چھوٹی سے پھونس کی دیواروں والی جھونپڑی آئی وہ ہمیں وہاں لے گئی۔ کچھ لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ مَیں نے ان سے حالات پوچھنے شروع کئے۔ حالات پوچھتے ہوئے مذہب کی باتیں شروع ہوگئی ہیں۔ اس وقت مَیں نے ان سے دریافت کرتا ہوں کہ تمہارا مذہب کے ساتھ کیا ہے تو ان میں سے ایک مرد پہلے تو ہچکچاتا ہے اس کے بعد اس نے کہا ہم ایک نئے مذہب کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ مَیں نے کہا وہ کونسا فرقہ ہے تو پھر وہ ایسے رنگ میں جیسے کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے کہ مخاطب اس کے متعلق نہیں جانتا اس لئے وہ سمجھتا ہے کہ اس کو بتانا فضول ہے۔ کہتا ہے کہ ہندوستان کا ایک فرقہ ہے۔ مَیں نے کہا کہ ہندوستان کا کونسا فرقہ ہے؟ تو اس نے بتایا کہ ہندوستان میں ایک شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے ہم اس کے مرید ہیں۔ پھر وہ کچھ خلافت کا بھی ذکر کرتا ہے کہ وہاں ہمارا خلیفہ ہے۔ مجھے اس پر خواب میں خوشی ہوتی ہے اور مَیں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ جس کے متعلق تم کہتے ہو وہ خلیفہ مَیں ہی ہوں۔ وہ میری بات فوراً سمجھ کر اشارہ کرتا ہے کہ بولیں نہیں اور اس کے بعد اس نے الگ یا کان میں مجھے بتایا کہ ہم چند لوگ احمدی ہیں اور باقی لوگ دہریہ ہیں۔ مَیں پوچھتا ہوں یہ کونسا علاقہ ہے تو وہ کہتا ہے یہ روس کا علاقہ ہے اور کہتا ہے کہ مَیں مناسب نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کو آپ کا پتہ لگ جائے۔ اس کے بعد میرے آنکھ کھل گئی۔

یہ رؤیا بھی اس امر کی خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو روس میں احمدیت کی تبلیغ کے ذرائع کھول دے۔ ممکن ہے ترکی کے علاقے کی طرف یا ایران کے علاقہ کی طرف اللہ تعالیٰ روس میں تبلیغ اسلام کا رستہ کھول دے''۔

(رؤیا و کشوف سیدنا محمود 1898ء تا 1960ء۔ مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن صفحہ 266 تا 268)

اب یہ عجیب اتفاق ہے کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمدؒ کے مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس رؤیا میں دکھائے جانے والے تصویری مناظر کی عملی تعبیر ظاہر ہونی شروع ہوگئی۔ یعنی آپ کے دورِ خلافت کے پہلے دو سالوں کے اندر اندر ہی ایک طرف پاکستان میں، جہاں جماعت احمدیہ عالمگیر کا مسند خلافت ہے، حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ آپ کو جنرل ضیاء الحق کی فوجی حکومت کے شر سے بچنے کے لئے پاکستان چھوڑ کر انگلستان میں پناہ لینی پڑی۔ دوسری جانب اس کے صرف پانچ سال بعد ایک ایسا عالمی واقعہ رونما ہوا (یعنی سوویٹ یونین کے ٹوٹنے کا) جس کے نتیجے میں وہ تمام ممالک جو دنیا کی اس دوسری بڑی طاقت کے آہنی پنجہ میں گرفتار تھے، یکلخت آزاد ہو گئے اور ان میں اسلام کی تبلیغ کی راہیں کھل گئیں اور اس طرح پر جہاں ان آزاد ہونے والے روسی ممالک کے اندر جماعت احمدیہ کے لئے تبلیغ کے راستے پیدا ہو گئے، وہاں ان علاقوں سے مختلف طبقہ ہائے خیال اور مختلف مکاتبِ فکر کے لوگ باہر نکل کر خود احمدیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگے۔ انہی دانشوران قوم میں سے انگلستان میں آنے والے ایک روسی وفد کا سربراہ بھی ہے جو اپنے ملک کا کلچرل اتاشی تھا اور جو اس سے قبل جماعت کا لٹریچر پڑھ چکا تھا۔ اس کے بارہ میں خود حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خاص طور پر ذکر بھی کیا کہ جب وہ آپ سے ملا تو اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ:

''مَیں آپ کو بتا رہا ہوں اور مَیں اس بات کا مجاز ہوں کہ مَیں اپنے ملک کے دروازے آپ پر کھولتا ہوں۔ یہ ایسا عظیم الشان لٹریچر ہے کہ اسے جلد لے کر ہمارے ملک میں پہنچیں۔ ہمارے ملک کے لوگ بھی اور غیر بھی اس کے منتظر ہیں''۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ، حضرت مصلح موعودؓ کی مذکورہ بالا رؤیا کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ رؤیا بعینہٖ میری ذات میں پوری ہوئی ہے کیونکہ 'فوج کے گھیرے' کا مطلب ہے مارشل لاء کے دوران حالات کا خطرناک ہونا۔ اور حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ میرے سوا آپ کا کوئی اور بیٹا نہیں جو وہاں سے ہجرت کرتا۔ تو مصلح موعودؓ تو تمثیلاً دکھائے گئے ہیں لیکن اصل میں میری ہجرت مراد تھی اور بعینہٖ انہی حالات میں کہ فوج کا گھیرا ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ خطرناک حالات میں مجھے نکل جانا چاہئے اور پھر یہاں انگلستان آنے کے بعد وہ حالات پیدا ہوئے جبکہ ہمارے روس سے روابط ہوئے۔ اس سے پہلے ہم ان روابط کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے''۔

اور رؤیا میں آپ کے بچہ کی صورت میں ہونے اور حضرت مصلح موعودؓ کی گود میں ہونے کی آپ نے یہ تعبیر فرمائی:

''حضرت مصلح موعودؓ کی گود میں جو بچہ ہے وہ مَیں تھا اور چھوٹا بچہ اس لئے دکھایا گیا کہ ابھی کچھ وقت لگنا تھا جب خدا تعالیٰ مجھے تربیت دے کر ایسی جگہ کھڑا کرتا کہ جن حالات میں مجھے پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی۔ ان حالات میں ہجرت کرتا اور پھر جا کر روس سے میرا رابطہ ہوتا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی گود میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی حمایت میں، آپ کی نیک تمناؤں کے مطابق، آپکی دعاؤں کے نتیجہ میں، ان وعدوں کے نتیجہ میں جو آپ کی ذات سے وابستہ تھے، اللہ تعالیٰ آپ کے کسی بیٹے کو یہ توفیق دے گا کہ وہ روس میں تبلیغ حق کرے گا اور روسی احمدیوں سے اس کے روابط ہوں گے''۔

(خطاب فرمودہ ۶/ جولائی ۱۹۹۱ء بمقام کینیڈا)

روسی اقوام کے اسلام سے وابستہ ہو جانے کی پیشگوئی نامکمل رہے گی اگر یہ نہ بتایا جائے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اِس چوتھے خلیفہ نے اِس قوم کے عظیم مستقبل کے بارے میں کیا کیا خوشخبریاں بہم پہنچائیں اور دعاؤں سے اور دیگر عملی اقدامات سے کس کس طرح ان اقوام کی خدمت کرنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ کے دئے ہوئے خطبات سے بعض اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ اسلام کی نمائندگی کرنے والی اس واحد عالمی جماعت پر اس سلسلے میں کیا ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے تو رُوس کی اقتصادی کمزور حالت کے پیش نظر آپ نے جماعت کو عمومی رنگ میں جو نصیحت فرمائی، وہ یہ تھی کہ فرمایا:

''روس اس وقت خطرناک اقتصادی بدحالی کا شکار ہے اور باہر کی دنیا سے جو تاجر جا رہے ہیں، وہ اکثر لُوٹنے کی نیّت سے جا رہے ہیں۔ میں احمدی تاجروں کو یا واقفین عارضی کو جو تاجر نہ ہوں، دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ وہاں جا کر کچھ تجارتی رابطے قائم کر سکتے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

دنیا میں ہر جگہ جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں، جماعتی عہدیدار بھی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیدار بھی اپنے رویّوں میں ایک تبدیلی پیدا کریں۔ لوگوں سے پیار اور محبت کا سلوک کیا کریں۔ خلیفۂ وقت نے آپ پر اعتماد کیا ہے اور آپ پر اعتماد کرتے ہوئے اس پیاری جماعت کو آپ کی نگرانی میں دیا ہے۔

افراد جماعت بھی عہدیداران کے ساتھ ادب واحترام اور کامل اطاعت وفرمانبرداری کا تعلق قائم کریں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ نے ہمیشہ قائم رہنا ہے اور وفا قائم کرنے والے اس میں ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔

دعاؤں کے ساتھ ہر سطح پر اخلاص و وفا کے نمونے دکھاتے ہوئے اُس اسلامی تعلیم پر عمل کرتے چلے جائیں جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتائی ہے۔

(عہدیداروں کے انتخاب اور عہدیداران اور افراد جماعت کے حقوق و فرائض سے متعلق قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے حوالہ سے گرانقدر نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 31 ردسمبر 2004ء بمطابق 31 رفتح 1383 ھجری شمسی بمقام بیت السلام۔ پیرس (فرانس)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ۔ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾۔ (سورة النساء آيت :59)

یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظام خلافت جماعت میں جاری فرمایا اور اس نظام خلافت کے گرد جماعت کا محلّہ کی سطح یا کسی چھوٹی سے چھوٹی اکائی سے لے کر شہری اور ملکی سطح تک کا نظام گھومتا ہے۔ یعنی کسی چھوٹی سے چھوٹی جماعت کے صدر سے لے کر ملکی امیر تک کا بلا واسطہ یا بالواسطہ خلیفہ وقت سے رابطہ ہوتا ہے۔ پھر ہر شخص انفرادی طور پر بھی رابطہ کرسکتا ہے۔ ہر فرد جماعت خلیفۂ وقت سے رابطہ رکھتا ہے۔ لیکن اگر کسی جماعتی عہدیدار سے کوئی شکوہ ہو یا شکایت ہو اور خلیفہ وقت تک پہنچانی ہو تو ہر ایک کے انفرادی رابطے کے باوجود اس کو یہ شکایت امیر کے ذریعے ہی پہنچانی چاہئے اور امیر ملک کا کام ہے کہ چاہے اس کے خلاف ہی شکایت ہو وہ اسے آگے پہنچائے اور اگر کسی وضاحت کی ضرورت ہے تو وضاحت کر دے تا کہ مزید خط وکتابت میں وقت ضائع نہ ہو۔ لیکن شکایت کرنے والے کا بھی کام ہے کہ اپنی کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے کسی عہدیدار کے خلاف شکایت کرتے ہوئے اسے جماعتی رنگ نہ دے۔ تقویٰ سے کام لینا چاہئے۔ بعض دفعہ بعض کم علم یا جن میں دنیا کی مادیت نے اپنا اثر ڈالا ہوتا ہے ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو جماعت کے وقار اور روایات کے خلاف ہوتی ہیں اس لئے ایسے کمزوروں یا کم علم رکھنے والوں کو سمجھانے کے لئے مَیں یہ بتا رہا ہوں کہ ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

عہدیداروں کا چناؤ آپ انتخاب کے ذریعے سے کرتے ہیں۔ عموماً اسی طرح ہوتا ہے، سوائے اس کے کہ بعض خاص حالات میں بعض جگہ نامزدگی کر دی جائے اور یہ جو نامزدگی ہے یہ بھی مرکز یا خلیفۂ وقت کی منظوری سے ہوتی ہے۔ تو بہرحال جب یہ انتخاب اکثریت کی خواہش کے مطابق ہو جاتا ہے تو پھر جس نے منتخب عہدیدار کو ووٹ نہیں بھی دیا اس کا بھی کام ہے کہ مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ عہدیدار کے ساتھ رہے۔ پھر تمام جماعت اگر اس طرح رہے گی تو ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح بن کے رہے گی، بنیان مرصوص کی طرح بن کے رہے گی۔ یہ تمام باتیں میں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ خدانخواستہ کہیں سے کوئی بغاوت کی بو آ رہی ہے یا کہیں کوئی مسئلہ کھڑا ہوا ہے۔ یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ بعض دنیادار جیسا کہ میں نے کہا اپنی کم علمی یا بے وقوفی یا دنیاداری کی وجہ سے ایسی باتیں کر جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ جماعت میں نئے شامل ہونے والے ایسی باتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ یہ نومبائعین کی اپنی تربیت کے لئے بھی ضروری ہے کہ ان کو نظام جماعت کے بارے میں، عہدیداروں کی ذمہ داریوں کے بارے میں بتایا جائے۔ کیونکہ نئے آنے والوں کے ذہنوں میں سوال اٹھتے رہتے ہیں۔

بہرحال الٰہی وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں یہ نظام، نظام خلافت کے ساتھ قائم رہنا ہے اور اب یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے۔ کوئی مخالف یا کوئی دشمن اب اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا انشاء اللہ۔ لیکن ہمیں اپنے ذہنوں میں بعض باتیں تازہ رکھنے کے لئے وقتاً فوقتاً ان باتوں کی جگالی کرتے رہنا چاہئے۔ تا کہ جو پرانے احمدی ہیں ان کے ذہنوں میں بھی یہ باتیں تازہ رہیں اور اس کے ساتھ ہی نومبائعین بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اور کبھی کسی کے ذہن میں کسی قسم کی بے چینی پیدا نہ ہو۔

سب سے پہلے تو ہم قرآن کریم سے رہنمائی لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا فرمایا ہے یا کیا فرماتا ہے کہ اپنے عہدیداروں کا چناؤ کس طرح کرو۔ جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے یقیناً اللہ بہت سننے والا اور گہری نظر رکھنے والا ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ عہدیدار چننے والوں کو فرمایا کہ عہدے اُن کو دو، اُن لوگوں کو منتخب کرو جو اس کے اہل ہوں۔ اس قابل ہوں کہ جس کام کے لئے انہیں منتخب کر رہے ہو وہ اس کو کر سکیں، وقت دے سکیں۔ یہ نہیں کہ چونکہ تمہارے تعلقات ہیں، اس لئے ضرور اس عہدے کے لئے اسی کو منتخب کرنا ہے یا ضرور اسی کو اس عہدے کے لئے ووٹ دینا ہے۔ اس میں ایک بہت بڑی

ذمہ داری چناؤ کرنے والوں پر، منتخب کرنے والوں پر ڈالی گئی ہے۔ اس لئے جو ووٹ دینے کے جماعتی قواعد کے تحت حقدار ہیں، ہر ممبر تو ووٹ نہیں دیتا۔ جو بھی ووٹ دینے کا حقدار ہے ان کو ہمیشہ دعا کر

کے فیصلہ کرنا چاہئے کہ جو بہتر ہو اس کو ووٹ دے سکے۔

یہاں ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ بعض دفعہ بعض افراد پر کسی وجہ سے پابندی لگی ہوتی ہے کہ وہ انتخاب میں حصہ نہیں لے سکتے۔ اس لئے اس بارے میں ضد نہیں کرنی چاہئے کہ کیونکہ ہمارے نزدیک فلاں شخص ہی اس کام کے لئے موزوں تھا یا موزوں ہے اس لئے اسی کو ہم نے ووٹ دینا تھا اور اس کی اجازت دی جائے ورنہ ہم انتخاب میں شامل نہیں ہوتے۔ یہ غلط طریق ہے۔ اطاعت کا تقاضا یہ ہے اور نظام جماعت کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی فیصلہ ہو گیا ہے کہ کسی شخص کو حصہ لینے کی اجازت نہیں ہے تو پھر اس بارے میں اصرار نہیں کرنا چاہئے۔

یہاں ضمناً یہ بتا دوں، آپ لوگ پریشان ہو رہے ہوں گے۔ بعض لوگ دنیا میں بھی اندازے لگانے شروع کر دیتے ہیں کیونکہ یہ خطبہ فرانس میں دیا جا رہا ہے اس لئے شاید یہاں کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔ تو واضح کر دوں کہ یہاں کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی مخلص جماعت ہے اور یورپ میں میرے علم کے مطابق یہ واحد جماعت ہے جس میں پاکستانی اور غیر پاکستانی کی نسبت شاید 40:60 کی ہو گی اور جس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں دوسرے شامل ہو رہے ہیں بعید نہیں کہ چند سالوں میں پاکستانی تھوڑے رہ جائیں اور غیر پاکستانی اور دوسری قوموں کے لوگ زیادہ ہو جائیں۔ اور جو بھی اس وقت تک احمدی ہوئے ہیں۔ غیر ملکیوں میں سے (غیر ملکیوں سے مراد ہے کہ فرانس میں بھی دوسرے ملکوں کے لوگ احمدی ہوئے ہیں) یہ لوگ صرف نام کے احمدی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری طرح نظام جماعت کا حصہ ہیں اور

جلسہ سالانہ پر بھی بڑی ذمہ داری کے ساتھ بڑے شوق کے ساتھ اپنی ڈیوٹیاں دی ہیں۔ جماعتی ترقی کے لئے انتہائی جذبات رکھنے والے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایمان اور اخلاص میں اور بھی بڑھاتا چلا جائے۔ تو بہرحال مَیں یہ بتا رہا تھا کہ فرانس میں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی۔ کسی اور مغربی ملک کے ایک شہر میں ایسے بعض سوال اٹھے تھے۔ اور ترقی کرنے والی قومیں کیونکہ اپنی کمزوریوں سے آنکھیں بند نہیں کر لیا کرتیں اس لئے مَیں نے آج اس مضمون کو لیا ہے تا کہ کمزوروں کی اصلاح بھی ہو جائے اور نومبائعین کی تربیت بھی ہو جائے اور ساتھ ہی ان کمزور لوگوں کے لئے جماعت کے لوگ دعا بھی کر سکیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمانوں میں مضبوطی عطا فرمائے۔ تو بہرحال مَیں یہ بتا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام احباب جماعت پر جن کو حسب قواعد چناؤ کا انتخابات میں حق دیا گیا ہے یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ سوچ سمجھ کر اہل کو منتخب کرو۔

اور یہ بھی ذہن میں رہے، منتخب کرنے والوں کے اور جو منتخب ہو رہے ہیں ان کے بھی، بعض دفعہ لمبا عرصہ کر کے بعض ذہنوں میں باتیں آ جاتی ہیں کہ کوئی عہدہ جماعت میں کسی کا پیدائشی حق نہیں ہے، کوئی مستقل حق نہیں ہے۔ اس لئے جو خدمت کا موقع ملتا ہے وہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کا فضل ہو تو اللہ تعالیٰ خود ہی خدمت کا موقع دے دیتا ہے۔ خود کبھی خواہش نہیں کرنی۔ اس لئے اشارةً بھی کبھی کسی قسم کا یہ اظہار نہیں ہونا چاہئے کہ مجھے عہدیدار بناؤ۔ نہ کسی کے دوست یا عزیز کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی شخص کے حق میں ہلکا سا بھی اشارةً یا کنایةً اظہار کرے کہ اس کو ووٹ دیا جائے۔ اگر نظام جماعت کو پتہ چل جاتا ہے تو پھر جس کے حق میں پہلے پراپیگنڈہ کیا گیا ہے اس کو بھی اور جو پراپیگنڈہ کرنے والا ہے یا جس نے کوئی بات کسی کے لئے کہی ہو انتخابات سے پہلے، اس کو بھی انتخابات میں شامل ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔ اس حق سے محروم کیا جا سکتا ہے اور کر بھی دیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ جو جماعت کے انتخاب ہیں ان کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے خدمت گزاروں کی ٹیم چننے والا تصور کر کے انتخاب کرنا چاہئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے منتخب عہدیداران کی ذمہ داری بھی لگائی ہے کہ تمہیں جب منتخب کر لیا جائے تو پھر اس کو قومی امانت سمجھو۔ اس امانت کا حق ادا کرو۔ اپنی پوری استعدادوں کے ساتھ اس ذمہ داری کو نبھاؤ۔ اپنے وقت میں سے بھی اس ذمہ داری کے لئے وقت دو۔ جماعتی ترقی کے لئے نئے نئے راستے تلاش کرو۔ اور تمہارے فیصلے انصاف اور عدل کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہونے چاہئیں۔ کبھی تمہاری ذاتی انا، رشتہ داریوں یا دوستیوں کا پاس انصاف سے دور لے جانے والا نہ ہو۔ کبھی کسی عہدیدار کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ فلاں شخص نے مجھے ووٹ نہیں دیا تھا۔ یا فلاں کا نام میرے مقابلے کے لئے پیش ہوا تھا اس لئے مجھے کبھی موقع ملا، کبھی کسی معاملے میں تو اس کو بھی تنگ کروں گا۔ یہ مومنانہ شان نہیں ہے بلکہ انتہائی گری ہوئی حرکت ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی ہے یہ ایسی نصیحت ہے کہ تم دونوں، ووٹ دے کر منتخب کرنے والو اور عہدیدارو دونوں، کے لئے بڑی اعلیٰ نصیحت ہے کہ ووٹ دینے والا سوچ سمجھ کر ووٹ دے اور جو شخص منتخب ہو جائے وہ بھی اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کرے۔ اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر عہدیدار کو چاہے وہ جماعتی عہدیدار ہوں یا ذیلی تنظیموں کے عہدیدار ہوں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا افراد جماعت کو بھی اور عہدیداران کو بھی یہ توجہ دلائی ہے کہ اس کے بعد بھی دعاؤں میں لگے رہو۔ ہر عہدیدار انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اللہ سے دعا مانگے کہ وہ اسے ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر فرد جماعت یہ دعا کرے کہ جو عہدیدار منتخب ہوئے ہیں وہ ہمیشہ اس امانت کے ادا کرنے کے حق کو اس کے مطابق ادا کرتے رہیں۔ اور کبھی کوئی مشکل نہ آئے، کبھی کوئی ابتلاء نہ آئے جو عہدیدار اور افراد جماعت کے لئے کسی بھی قسم کی ٹھوکر کا باعث بنے۔ اگر اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے کہ یہ عہدیدار جو انہوں نے منتخب کیا ہے وہ پوری ذمہ داری سے اپنے فرائض ادا نہیں کر رہا تو اللہ تعالیٰ خود ہی ایسے انتظامات فرمائے کہ اسے بدل دے تا کہ کبھی نظام جماعت پر بھی کوئی حرف نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اس طرح دونوں مل کر دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اس نیک نیت سے کی گئی دعاؤں کو سنے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کے لئے اور دین کی خدمت کرنے والوں پر بڑی گہری نظر ہوتی ہے۔ وہ بڑی گہری نظر رکھتا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے، وہ دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ اس درد کی وجہ سے جو تمہارے دل میں ہے ہمیشہ بہتری کے سامان پیدا فرماتا رہے گا اور ہمیشہ تمہیں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہر قسم کی ٹھوکر سے بچائے۔

اب میں ذرا وضاحت سے عہدیداران کا احباب جماعت سے کس قسم کا رویہ یا سلوک ہونا چاہئے اس کے بارے میں کچھ بتاؤں گا۔ اور پھر احباب جماعت، افراد جماعت عہدیداروں سے کیسا رویہ رکھیں۔

عہدیداروں کو تو ایک اصولی ہدایت قرآن نے دے دی ہے کہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کرنے ہیں۔ اگر کوئی غور کرے اور سوچے کہ انصاف کے کیا کیا تقاضے ہیں تو اس کے بعد کچھ بات رہ نہیں جاتی۔ لیکن ہر کوئی اس طرح گہری نظر سے سوچتا نہیں۔ اس طرح سوچا جائے جس طرح ایک تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والا سوچتا ہے تو پھر تو اس کی یہ سوچ کر ہی روح فنا ہو جاتی ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں۔ لیکن نصیحت کیونکہ فائدہ دیتی ہے جیسا کہ میں نے کہا باتوں سے اور جگالی کرتے رہنے سے یاددہانی ہوتی رہتی ہے۔ بعض باتوں کی وضاحت ہو جاتی ہے اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ مزید ذرا وضاحت کھول کر کر دی جائے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ عہدیدار اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو یہ حکم فرمایا ہے کہ ﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ (آل عمران:135) یعنی غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہوں۔ تو اس کے سب سے زیادہ مخاطب عہدیداروں کو اپنے آپ کو سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ان کی جماعت میں جو پوزیشن ہے جو ان کا نمونہ جماعت کے سامنے ہونا چاہئے وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ مکمل طور پر اپنے آپ کو عاجز بنائیں۔ اگر اصلاح کی خاطر کبھی غصے کا اظہار کرنے کی ضرورت پیش بھی آ جائے تو علیحدگی میں جس کی اصلاح کرنی مقصود ہو، جس کا سمجھانا مقصود ہو اس کو سمجھا دینا چاہئے۔ تمام لوگوں کے سامنے کسی کی عزت نفس کو مجروح نہیں کرنا چاہئے اور ہر وقت چڑ چڑے پن کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔ یا کسی بھی قسم کے تکبر کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔ اصلاح کبھی چڑنے سے نہیں ہوتی بلکہ مستقل مزاجی سے درد رکھتے ہوئے اور دعا کے ساتھ نصیحت کرتے چلے جانے سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔ اور ایک آدھ دفعہ کی جو غلطی ہے، اگر کوئی عادی نہیں ہے تو اصلاح کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ عفو سے کام لیا جائے۔ معاف کر دیا جائے، درگزر کر دیا جائے۔

اس لئے یہاں بھی (مراد فرانس میں) اور دنیا میں ہر جگہ جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں، جماعتی عہدیدار بھی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیدار بھی اپنے رویوں میں ایک تبدیلی پیدا کریں۔ لوگوں سے پیار اور محبت کا سلوک کیا کریں۔ خاص طور پر بعض جگہ لجنہ کی طرف سے شکایات زیادہ ہوتی ہیں اور ان میں بھی خاص طور پر بچیوں یا نوجوان بچیوں اور نئے آنے والیوں جنہوں نے نظام کو پوری طرح سمجھا نہیں ہوتا، ان کے لئے تربیت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس لئے ان کے لئے بہت خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ تربیت کرنے کی جیسی آپ چھاپ لگا دیں گے بچوں پر بھی اور نئے آنے والوں پر بھی۔ آئندہ نمونہ بھی ویسے ہی نکلیں گے، آئندہ عہدیدار بھی ویسے ہی بنیں گے۔ تو خلاصہ یہ کہ غصے کو دبانا ہے اور عفو سے کام لینا ہے درگزر سے کام لینا ہے۔ لیکن یہ نرمی بھی اس حد تک نہ ہو کہ جماعت میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ ایسی صورت میں بہرحال اصلاح کی کوشش بھی کرنی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جو عادی نہیں ہیں ان کو تو معاف کر کے بھی اصلاح ہو سکتی ہے لیکن اگر جماعت میں فتنے کا خطرہ ہو تو پھر معافی کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔ اور پھر یہ ہے کہ اگر ایسی بات ہو تو نہ صرف مقامی طور پر اس کی اصلاح کرنی ہے بلکہ اس کی مرکز کو بھی اصلاح کرنی

چاہئے۔لیکن سختی ایسی نہ ہو، جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ جن کی اصلاح نرمی سے ہوسکتی ہے کہ وہ نوجوان اور نئے آنے والے دین سے ہی متنفر ہو جائیں۔

پھر عہدیداروں میں جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اگر اپنے خلاف ہی شکایت ہو تو سننے کا حوصلہ ہونا چاہئے۔ ہمیشہ سچی بات کہنے سننے کرنے کی عادت ڈالیں۔ چاہے جتنا بھی کوئی عزیز یا قریبی دوست ہو اگر اس کی صحیح شکایت پہنچتی ہے تو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔اگر یہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے تو بہتر ہے کہ معذرت کر دیں کہ فلاں وجہ سے مَیں اس کام سے معذرت چاہتا ہوں۔ کیونکہ کسی ایک شخص کا کسی خدمت سے محروم ہونا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ پوری جماعت میں یا جماعت کے ایک حصے میں بے چینی پیدا کی جائے۔یادرکھیں جو عہدہ بھی ملا ہے چاہے وہ جماعتی عہدہ ہو یا ذیلی تنظیموں کا عہدہ ہو اس کو ایک فضل الٰہی سمجھیں۔ پہلے بھی بتا آیا ہوں اس کو اپنا حق نہ سمجھیں۔ یہ خدمت کا موقع ملا ہے تو حکم یہی ہے کہ جو لیڈر بنایا گیا ہے وہ قوم کا خادم بن کر خدمت کرے۔صرف منہ سے کہنے کی حد تک نہیں۔ چار آدمی کھڑے ہوں تو کہہ دیا جی میں تو خادم ہوں بلکہ عملاً ہر بات سے ہر فعل سے یہ اظہار ہوتا ہو کہ یہ واقعی خدمت کرنے والے ہیں اور اگر اس نظریے سے بات نہیں کہہ رہے تو یقیناً پوچھے جائیں گے۔ جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس کو پوری طرح ادا نہ کرنے کی وجہ سے یقیناً جواب طلبی ہوگی۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی اور اپنے فرائض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا۔اور اسے بہشت نصیب نہیں کرے گا۔

(مسلم کتاب الایمان ۔باب استحقاق الوالی الغاش لرعیۃ النار)

اب دیکھیں اس انذار کے بعد کون ہے جو بڑھ بڑھ کر اختیارات کو حاصل کرنے کی خواہش کرے یا عہدے کو حاصل کرنے کی خواہش کرے۔ یہ تو ایسا خوف کا مقام ہے کہ اگر صحیح فہم اور ادراک ہو تو انسان ایک کونے میں لگ کے بیٹھ جائے۔پس عہدیدار اس فضل الٰہی کی قدر کریں اور اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔ اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں۔اللہ تعالیٰ کا غضب لینے کی بجائے اس کی محبت حاصل کرنے والے بنیں۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سے زیادہ محبوب اور اس کے زیادہ قریب انصاف پسند حاکم ہوگا اور سخت ناپسندیدہ اور سب سے زیادہ دور ظالم حاکم ہوگا۔

(ترمذی ابواب الاحکام باب فی الامام العادل)

پس سب کو چاہئے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے محبوب بنیں۔اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کے لئے وہ طریقے اختیار کریں جو اللہ تعالیٰ کے رسول نے بتائے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ عمروؓ بن مرہ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو امام حاجتمندوں، ناداروں غریبوں کے لئے اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضروریات وغیرہ کے لئے آسمان کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کو سننے کے بعد حضرت معاویہ نے ایک شخص کو مقرر کر دیا کہ لوگوں کی ضروریات اور مشکلات کا مداوا کیا کرے اور ان کی ضرورتیں پوری کرے۔

(ترمذی کتاب الاحکام باب فی امام الرعیۃ)

پس لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کریں، اپنے بھائیوں سے، بہنوں سے اس لئے پیار اور محبت کا سلوک کریں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے، اس کا محبوب بننا ہے۔اور یاد رکھیں امراء بھی، صدران بھی اور عہدیداران بھی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداران بھی کہ وہ خلیفۂ وقت کے مقرر کردہ انتظامی نظام کا ایک حصہ ہیں اور اس لحاظ سے خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں۔اس لئے ان کی سوچ اپنے کاموں کو اپنے فرائض کو انجام دینے کے لئے اسی طرح چلنی چاہئے جس طرح خلیفۂ وقت کی۔اور انہیں ہدایات پر عمل ہونا چاہئے جو مرکزی طور پر دی جاتی ہیں۔اگر اس طرح نہیں کرتے تو پھر اپنے عہدے کا حق ادا نہیں کر رہے۔ جو اس کے انصاف کے تقاضے ہیں وہ پورے نہیں کر رہے۔

پھر عہدے کی خواہش کرنا ہے پہلے بھی مَیں نے کہا کہ یہ ایک ایسی بات ہے جو جماعت میں بڑی معیوب سمجھی جاتی ہے اور ہر اس شخص کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے جو اس بارے میں کوشش کرتا ہے۔اس بارے میں ایک حدیث میں اس طرح آتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن! تو امارت اور حکومت نہ مانگ۔ اگر تجھے بغیر مانگے یہ عہدہ ملے تو اس ذمہ داری کے بارے میں تیری مدد کی جائے گی‘۔یعنی خواہش نہ ہو اور پھر عہدہ مل جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماتا ہے اور اپنے بندے کی مدد کرتا ہے۔’ اور اگر تیرے مانگنے پر تجھے یہ عہدہ دیا گیا ہے تو تُو پھر اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوگا‘۔ ذرا سی بھی غلطی ہوگی تو پکڑ بہت زیادہ ہوگی۔ ’اور جب تو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے سے متعلق قسم کھائے اور پھر اس قسم سے برعکس تجھے بہتر بات نظر آئے تو وہ بہتر بات کر اور اپنی قسم کو توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے‘۔(بخاری کتاب الاحکام)۔یہی ہے کہ عہدیداران کو بھی بعض دفعہ قسم تو نہیں کھاتے لیکن بعض ضدیں ہوتی ہیں کہ یہ کام اس طرح نہیں ہونا چاہئے تو اگر جماعت کے مفاد میں ہو تو پھر تمہاری ضدیں یا تمہاری قسمیں زیادہ اہم نہیں ہیں۔ان کو ختم کرو۔ یہ جماعت کے مفاد میں حائل نہیں ہونی چاہئیں بلکہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اس طرح کام ہونا چاہئے جس طرح جماعت کے حق میں بہترین ہو۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو۔اور اچھی خبر ہی دیا کرو اور لوگوں کو بِدکایا نہ کرو۔(صحیح البخاری کتاب العلم ۔ باب ما کان النبیؐ یتخولھم بالموعظۃ والعلم کی لا ینفروا)

تو اصولی قواعد بھی اس لئے ہیں کہ صحیح سمت میں چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں پر چلتے ہوئے لوگوں کے لئے بہتری اور آسانی پیدا کی جائے۔تمہاری ضدیں، تمہاری قسمیں، تمہاری انائیں کبھی بھی کسی بات میں حائل نہ ہوں جس سے لوگ تنگ ہوں۔اگر کوئی قاعدہ بن بھی گیا ہے یا کوئی فیصلہ ہو بھی گیا ہے اگر اس سے لوگ تنگ ہو رہے ہیں تو بدلا جا سکتا ہے۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ لوگ ہمیشہ تمہارے پاس خوشی کی خبروں اور محبت اور پیار کے پیغاموں کے لئے اکٹھے ہوا کریں۔نہ کہ تنگ ہونے کے لئے دور بھاگتے چلے جائیں۔

پھر دنیا میں ہر جگہ جماعتی عہدیداروں کی ایک یہ بھی ذمہ داری ہے کہ مبلغین یا جتنے واقفین زندگی ہیں ان کا ادب اور احترام اپنے دل میں بھی پیدا کیا جائے اور لوگوں کے دلوں میں بھی۔ان کی عزت کرنا اور کروانا، ان کی ضروریات کا خیال رکھنا، حسب گنجائش اور توفیق ان کے لئے سہولتیں مہیا کرنا، یہ جماعت کا اور عہدیداران کا کام ہے تاکہ ان کے کام میں یکسوئی رہے۔وہ اپنے کام کو بہتر طریقے سے کر سکیں۔وہ بغیر کسی پریشانی کے اپنے فرائض کی ادائیگی کر سکیں۔اگر مربیان کو عزت کا مقام نہیں دیں گے تو آئندہ نسلوں میں پھر آپ کو واقفین زندگی اور مربیان تلاش کرنے بھی مشکل ہو جائیں گے۔یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی جاری کردہ واقفین نو کی تحریک کے تحت بہت سے واقفین نو بچے وقف کے میدان میں آ رہے ہیں۔لیکن جتنا جائزہ مَیں نے لیا ہے میرے خیال میں جتنے مبلغین کی ضرورت ہے اتنے اس میدان میں نہیں آ رہے دوسری فیلڈز (Fields) میں جا رہے ہیں۔بہرحال جب مربی کو مقام دیا جائے گا، گھروں میں ان کا نام عزت و احترام سے لیا جائے گا، ان کی خدمات کو سراہا جائے گا تو یقیناً ان ذکروں سے گھر میں بچوں میں بھی شوق پیدا ہوگا کہ ہم وقف کر کے مربی بنیں۔تو اس لحاظ سے بھی عہدیداران کو خیال کرنا چاہئے۔چھوٹے موٹے اختلافات کو ایشو (Issue) نہیں بنا لینا چاہئے جس سے دونوں طرف بے چینی پھیلنے کا اندیشہ ہو۔

لیکن واقفین زندگی اور مربیان سے بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ دنیا چاہے آپ کے مقام کو سمجھے یا نہ سمجھے لیکن اللہ کی راہ میں قربانی کا جو آپ نے عہد کیا ہے اور پھر اس کو نیک نیتی سے خدا کی خاطر نبھا رہے ہیں تو دنیا کے لوگوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں۔ چاہے اپنوں کے چرکے ہوں یا غیروں کے چرکے ہوں جو بھی لگتے ہیں ان پر خدا کے آگے جھکیں۔آپ جماعتی نظام میں

تعلیم و تربیت کے لئے، دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے، خلیفہ وقت کے نمائندے ہیں۔یہ آپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔خلیفہ وقت نے بہت سی ایسی باتوں پر آپ پر انحصار کیا ہوتا ہے جن پر بعض فیصلے ہوتے ہیں۔اس لئے اس ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ہر دنیاوی اونچ نیچ کو دل سے نکال دیں اور یکسوئی سے وہ کام سرانجام دیں جو آپ کے سپرد کئے گئے ہیں۔اگر خدا تعالیٰ کی خاطر یہ چرکے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

برداشت کرتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ خود ہی آپ کی سہولت کیلئے سامان بھی پیدا فرماتا رہے گا۔ ذہنی کوفت کو دور کرنے کے لئے سامان بھی فرماتا رہے گا۔ مربیان کے گھروں میں بھی عہدیداروں کے رویوں کے متعلق بچوں کے سامنے کبھی باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ اپنی بیویوں کو بھی سمجھائیں کہ واقف زندگی کی بیوی بھی وقف زندگی کی طرح ہی ہوتی ہے یا ہونی چاہئے یا یہ سوچ رکھنی چاہئے۔ اس لئے ہر بات صبر اور حوصلے سے برداشت کرنی ہے۔ اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑانا ہے، اس کے حضور جھکنا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے گا۔

اب عہدیداروں کو پھر میں یہ کہتا ہوں کہ لوگوں کے لئے پیار اور محبت کے پر پھیلائیں۔ خلیفہ وقت نے آپ پر اعتماد کیا ہے۔ اور آپ پر اعتماد کرتے ہوئے اس پیاری جماعت کو آپ کی نگرانی میں دیا ہے۔ ان کا خیال رکھیں۔ ہر ایک احمدی کو یہ احساس ہو کہ ہم محفوظ پروں کے نیچے ہیں۔ ہر ایک سے مسکراتے ہوئے ملیں چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ بعض عہدیدار مَیں نے دیکھا ہے بڑی سخت شکل بنا کر دفتر میں بیٹھے ہوتے ہیں یا ملتے ہیں۔ ان کو ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوہ پر عمل کرنا چاہئے جس کا روایت میں یوں ذکر آتا ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب سے مَیں نے اسلام قبول کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ملاقات سے منع نہیں فرمایا اور جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے تو مسکرا دیتے تھے۔ (بخاری کتاب الأدب باب التبسم والضحک)۔ تو کوئی پابندی نہیں تھی جب بھی ملتے مسکرا کر ملتے۔

بعض عہدیداروں کے متعلق شکوہ ہے کہ لوگ کسی کام کے لئے عہدیداروں کے پاس اپنے کام کا حرج کر کے جاتے ہیں تو بعض عہدیدار امراء، بعض دفعہ مہینہ مہینہ نہیں ملتے۔ ہوسکتا ہے اس میں کچھ مبالغہ بھی ہو کیونکہ شکایت کرنے والے بعض دفعہ مبالغہ بھی کر جاتے ہیں لیکن دنوں بھی کسی سے کیوں چکر لگوائے جائیں۔ اس لئے امراء کو چاہئے کہ وقت مقرر کریں کہ اس وقت دفتر ضرور حاضر ہوں گے اور پھر اس وقت میں لوگوں کی ضروریات پوری کریں۔ بعض امراء یہ کرتے ہیں کہ اپنے نمائندے بٹھا دیتے ہیں اور ان نمائندوں کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ فلاں فیصلہ بھی کرنا ہے۔ اب اگر اس فیصلے کے لئے جانا پڑے تو پھر ان کو انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ امراء خود جائیں یا پھر اپنے نمائندے کو پورے اختیار دیں کہ جو تم نے کرنا ہے کرو۔

سیاہ و سفید کے مالک ہو۔ پھر امیر بننے کی ضرورت ہی نہیں ہے پھر تو اسی کو امیر بنا دینا چاہئے۔ پھر مسکراتے ہوئے اور خوش دلی سے ملیں۔ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص کا معیار بڑا اونچا ہے۔ ہر احمدی، اگر امیر مسکرا کر ملتا ہے تو اس کی مسکراہٹ پر ہی خوش ہو جاتا ہے، چاہے کام ہو یا نہ ہو۔

اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا۔ معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ اگرچہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنے کی نیکی ہو۔ (مسلم کتاب البر والصلة باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء)۔ تو مسکرا کر ملنا اور بھائی کے جذبات کا خیال رکھنا بھی نیکی ہے۔ تو نیکیوں کا پلڑا تو جتنا بھی بھاری کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔ اس لئے عہدیداران کو، امراء کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔

اب مَیں افراد جماعت کو بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کا نظام جماعت میں کیا کردار ہونا چاہئے۔ پہلی بات یاد رکھیں کہ جتنے زیادہ افراد جماعت کے معیار اعلیٰ ہوں گے اتنے زیادہ عہدیداران کے معیار بھی اعلیٰ ہوں گے۔ پس ہر کوئی اپنے آپ کو دیکھے اور ان معیاروں کو اونچا کرنے کی کوشش کرے اور اپنے فرائض یعنی ایک فرد جماعت کے عہدیدار کے لئے کہ اطاعت کرنی ہے اس کے بھی اعلیٰ نمونے دکھائیں۔ یہ نمونے جب آپ دکھا رہے ہوں گے تو اپنی نسلوں کو بھی بچا رہے ہوں گے۔ انہی نمونوں کو دیکھتے ہوئے آپ کی اگلی نسل نے بھی چلنا ہے اور انہیں نمونوں پر جو نسلیں قائم ہوں گی وہ آئندہ جب عہدیدار بنیں گی تو وہ وہی نمونے دکھا رہی ہوں گی جو اعلیٰ اخلاق کے نمونے ہوتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے حاکم وقت کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، اور جو حاکم وقت کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارة۔ باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة وتحریمها فی المعصیة)۔ امیر کی اور نظام جماعت کی اطاعت کے بارے میں یہ حکم ہے۔ لوگ تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم خلیفہ کی اطاعت سے باہر نہیں ہیں، مکمل طور پر اطاعت میں ہیں، ہر حکم ماننے کو تیار ہیں۔ لیکن فلاں عہدیدار یا فلاں امیر میں فلاں فلاں نقص ہے اس کی اطاعت ہم نہیں کر سکتے۔ تو خلیفہ وقت کی اطاعت اسی صورت میں ہے جب نظام کے ہر عہدیدار کی اطاعت ہے۔ اور تب ہی اللہ کے رسول کی اور اللہ کی اطاعت ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک غرض ہر حالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارة) فرمایا کہ جو حالات بھی ہوں تمہاری حق تلفی بھی ہو رہی ہو، تمہارے سے زیادتی بھی ہو رہی ہو تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہ بھی ہو اور دوسرے کے ساتھ بہتر سلوک ہو رہا ہو، تب بھی تم نے کہنا ماننا ہے۔ سامنے لڑائی جھگڑے کے لئے کھڑے نہیں ہو جانا۔ کسی بات سے انکار نہیں کر دینا۔ بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ اطاعت کرو۔ یہ بہرحال نظام جماعت میں بھی حق ہے کہ اگر کوئی غلط بات دیکھیں تو خلیفہ وقت کو اطلاع کر دیں اور پھر خاموش ہو جائیں، پیچھے نہیں پڑ جانا کہ کیا ہوا، کیا نہیں ہوا۔ اطلاع کر دی، بس ٹھیک ہے۔

حضرت عبادہؓ بن صامت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت کے وقت عہد لیا کہ تنگی ہو یا آسائش، خوشی ہو یا ناخوشی، ہر حال میں آپؐ کی بات سنیں گے اور اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے خواہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے۔ نیز ہم ان لوگوں سے جو کام کے اہل اور صاحب اقتدار ہیں، مقابلہ نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ ہم کھلا کھلا کفر دیکھیں اور ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی برہان آ جائے کہ حکام غلطی پر ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے اور حق بات کہیں گے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء)۔ تو مطلب یہی ہے کہ اطاعت کے دائرے میں رہتے ہوئے یہ حق بات کہنی ہے۔ سوائے شریعت کے واضح حکم کی کوئی خلاف ورزی کر رہا ہو تو پھر اطاعت نہ کریں جس طرح حکومت پاکستان نے احمدیوں پر پابندی لگا دی ہے کہ نمازیں نہیں پڑھنیں۔ تو یہ تو ہمارا ایک حق ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کرنا۔ اور شریعت کے قانون پہ تو کوئی قانون بالا نہیں ہے اس لئے احمدی نمازیں پڑھتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر ملکی قانون کی ہر طرح پابندی کی جاتی ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے، ’حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو اور اطاعت کرو‘۔ یہ جو دو الفاظ ہیں ان کو اپنا شعار بناؤ، یہی تمہارا طریق ہونا چاہئے۔ ’خواہ ایک حبشی غلام کو ہی کیوں نہ تمہارا افسر مقرر کر دیا جائے‘۔ کسی کو حقیر اور کمزور سمجھتے ہو اگر وہ بھی تمہارا امام ہے تو اطاعت کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصیة)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی اپنے امیر میں کوئی بظاہر ناگوار یا کوئی بری بات دیکھے تو وہ صبر کرے اور کیونکہ جو شخص تھوڑا سا بھی جماعت سے الگ ہو جاتا ہے اور تعلق توڑ لیتا ہے وہ جہالت کی موت مرتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارة باب الامر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن وتحذیر الدعاة الی الکفر)۔ تو صبر سے مراد یہ ہے کہ امیر کی بری بات دیکھ کے یہ نہیں کہ پورے نظام کے خلاف ہو جاؤ۔ نظام سے وابستہ رہو اور وہ بات آگے پہنچا دو اور اس کے بعد صبر کرو۔ جماعت سے تعلق نہیں ٹوٹنا چاہئے۔ اگر تمہارا جماعت سے تعلق ٹوٹتا ہے تو یہ جہالت کی موت ہے۔ تو جن لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم برداشت نہیں کر سکتے اس لئے ہم ایک طرف ہو گئے نمازوں اور جمعوں پہ بھی بعض نے آنا چھوڑ دیا تو فرمایا کہ یہ ایسی حرکتیں ہیں، یہ جہالت کی حرکتیں ہیں۔ اِکّا دُکّا کوئی واقعات ہوتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے عموماً ایسا جماعت میں نہیں ہوتا۔ یہ جہالت کی حرکتیں جو ہیں ان سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ تمہارا کام یہ ہے کہ صبر کرو اور دعا کرو۔ جیسا کہ مَیں نے شروع میں بھی کہا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری یہ نیک نیتی سے کی گئی دعاؤں کو قبول میں کروں گا۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عوفؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے بہترین سردار وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم

M. S. DOUBLE GLAZINGLTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact : **Muhammad Sajid Qamar**
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

سے محبت کرتے ہیں۔تم ان کے لئے دعا کرتے ہواور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں۔تمہارے بدترین سردار وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہواور وہ تم سے بغض رکھتے ہیں۔تم ان پر لعنت بھیجتے ہواور وہ تم پر لعنت بھیجتے ہیں۔راوی کہتا ہے کہ اس پر ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم ایسے سرداروں کو ان سے جنگ کر کے ہٹا کیوں نہ دیں۔آپؐ نے فرمایا نہیں جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے ہیں اس وقت تک کوئی ایسی بات نہیں کرنی۔(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب الانکار علی الامراء فیما یخالف الشرع)۔یعنی دینی معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتے۔تو آنحضرتؐ نے یہ حکم واضح طور پر دے دیا کہ اگر کوئی اس قسم کے بھی لوگ ہوں جو اتنا تنگ کر دیں کہ ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے لگ جاؤ تب بھی ان سے بغاوت نہیں کرنی۔اللہ نہ کرے کہ کبھی جماعت کی یہ صورتحال ہو۔لیکن یہ ایک انتہائی مثال ہے ایسی صورتحال ہو بھی جائے جیسا کہ بتایا گیا ہے تب بھی تم نے فرمانبرداری دکھانی ہے۔دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے جماعت اور نظام جماعت کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔ اگر افراد جماعت بھی اور عہدیدار بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، جماعتی وقار کی خاطر ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان پر اپنے خاص فضلوں کی بارش برساتا رہے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔آج جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں میں انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا۔

پس آج یہ ہر احمدی کا کام ہے کہ خدا کی عظمت اور جلال کو قائم کرے اور اللہ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے پیار و محبت شفقت اور فرمانبرداری کے نمونے دکھائے۔تا کہ اللہ تعالیٰ کے سایہ رحمت میں جگہ پائے۔اللہ تعالیٰ اس کی سب کو توفیق عطا فرمائے۔آمین

جماعت کی جب ترقی ہوتی ہے تو حاسدوں کے حسد بھی بڑھ جاتے ہیں۔وہ بھی کوشش کرتے ہیں کہ مختلف حیلوں، بہانوں سے جماعت میں بے چینی پیدا ہو، ہمدرد بن کر باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔حالانکہ یہ لوگ مخالفین کے آلہ کار بنے ہوئے ہوتے ہیں۔بعض دفعہ کسی عہدیدار کے متعلق کوئی بات کر کے بدظنی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بعض دفعہ فرد جماعت کے دل میں کسی عہدیدار کے خلاف بدظنی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔بعض دفعہ مرکزی عہدیداران کے خلاف بدظنی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اور بعض دفعہ مجھے ایسے خط لکھ دیں گے اور عموماً ایسے خط بغیر نام اور پتے کے ہوتے ہیں کہ گویا جماعت میں اخلاص و وفا کے نمونے نہیں رہے، نعوذ باللہ تمام عہدیدار بھی اور اکثریت جماعت کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے دور ہٹ گئی ہے۔یہ سب ان کے دلوں کی خواہش ہوتی ہے۔ایک صاحب نے مجھے لکھا اور ایسا بھیانک نقشہ کھینچا کہ گویا اب جماعت نام کی رہ گئی ہے، عمل ختم ہو گئے ہیں، کوئی چیز باقی نہیں رہی، اخلاص ختم ہو گیا ہے۔اور پھر لکھتے ہیں اور آپ ہی اس کا جواب بھی دے دیا کہ مجھے پتہ ہے آپ یہی جواب دیں گے جو حضرت علیؓ نے دیا تھا کہ پہلے خلفاء کے ماننے والے میرے جیسے لوگ تھے اور مجھے ماننے والے تم جیسے لوگ ہو۔لیکن سن لیں میرا جواب یہ نہیں ہے۔اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ نے ہمیشہ قائم رہنا ہے اور وفا قائم کرنے والے اس میں ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔میرا جواب یہ ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں لاکھوں، کروڑوں ایسے ہیں جو حضرت علیؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اخلاص و وفا کے نمونے قائم کرنا جانتے ہیں۔نظام جماعت اور نظام خلافت کے لئے قربانیاں کرنا جانتے ہیں۔یہ خوف دلانا ہے تو کسی دنیادار کو دلاؤ۔مَیں تو روزانہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید و نصرت کے نظارے دیکھتا ہوں۔لوگوں کے اخلاص و وفا کے نظارے دیکھتا ہوں۔مجھے تو یہ باتیں ڈرانے والی نہیں۔اور انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدے کئے ہیں وہ انہیں پورا ہوتا ہمیں دکھا بھی رہا ہے اور ہمیشہ دکھاتا بھی رہے گا اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری نسلوں کو بھی دکھاتا رہے۔

جماعت کو مَیں یہ کہتا ہوں کہ دعاؤں کے ساتھ ہر سطح پر اخلاص و وفا کے نمونے دکھاتے ہوئے اس اسلامی تعلیم پر عمل کرتے چلے جائیں جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی ہے۔عاجزی اور وفا دکھاتے ہوئے اگر آپ چلتے رہیں گے تو کوئی خطرہ نہیں ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جماعت سے چمٹے رہیں تو کوئی خطرہ نہیں ہے۔اُن لوگوں کو خطرہ ہے جو ٹھوکر کھا کر شیطان کے بہکاوے میں آ کر جماعت کو چھوڑ دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو یا جماعت کے ساتھ چمٹے رہنے والوں کو کوئی خطرہ نہیں۔اُن کی دنیا و آخرت دونوں سنوری ہوئی ہیں اور انشاء اللہ سنوری رہیں گی۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔آپؑ اپنی جماعت سے کیا امید رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے مطابق سب کو چلنے کی توفیق دے۔

فرمایا کہ: ”میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہو گا کہ..........تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو۔اور نیک دل، اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں۔اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو“۔

پھر فرمایا کہ: ”اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ“۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے۔اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا“۔(تبلیغ رسالت جلد ہفتم)

تو یہ جو مجھے نصیحتیں کرنے والے ہیں ان کو سوچنا چاہئے کہ وہ جماعت میں نہیں رہ سکتے۔جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم رہے گی۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے اور ہمیشہ جماعت کے ساتھ چمٹا رہ کر نظام جماعت کی اطاعت کر کے دوسروں کے حقوق کا خیال رکھ کر ان فضلوں کے وارث بنیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔اللہ سب کو توفیق دے۔آمین

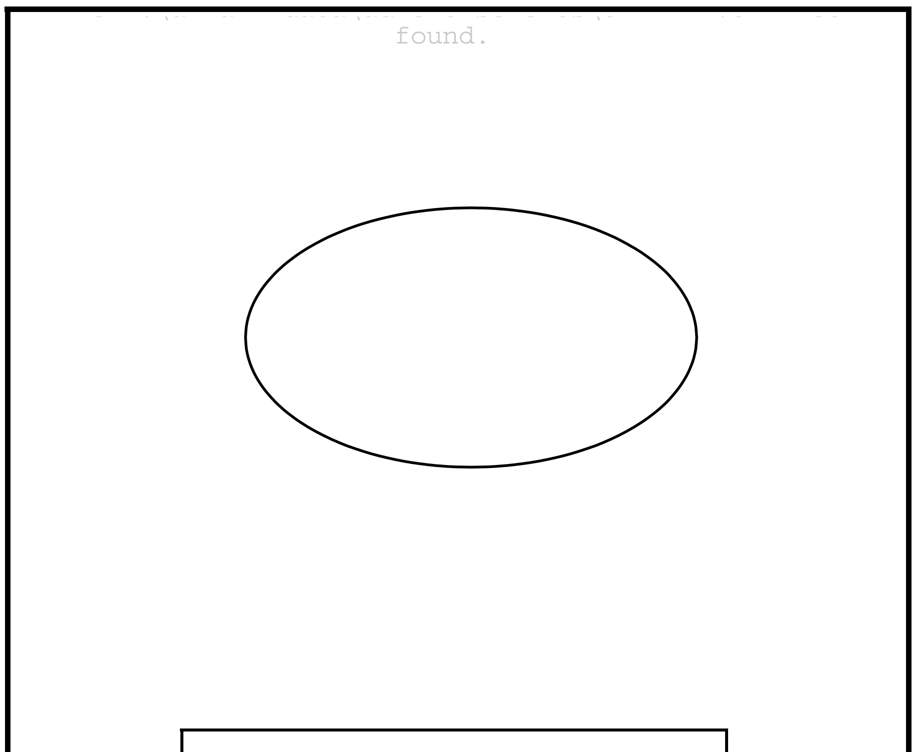

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ

مجلس سوال و جواب

بتاریخ 28/ مارچ 1997ء

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ پروگرام 'ملاقات' 28/ مارچ 1997ء سے بعض سوال اور ان کے جواب اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہیں ۔ (مدیر)

مچھلی کو ذبح کیوں نہیں کیا جاتا؟

سوال : اگر کھانے کے جانوروں کو ذبح کرنے سے مقصود یہ ہے کہ زائد خون نکال دیا جائے اور خون کے اندر کے کیڑے اور جراثیم بھی جو صحت کے لئے نقصان دہ ہیں جانور کے جسم سے خارج ہو جائیں تو سوال یہ ہے کہ مچھلی کو ذبح کرنے کا حکم کس وجہ سے نہیں؟

جواب : حضور انور ایدہ اللہ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:۔

اوّل تو ایک ایسا حکم جس کی تفصیلی حکمت بیان نہ کی گئی ہو اُس میں سے ایک حکمت سوچ کر اس پر سوال اٹھانا عقل کے خلاف ہے۔قرآن کریم نے کبھی بھی وہ حکمت بیان نہیں کی جو بیان کی جا رہی ہے۔ہم کہتے ہیں ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ یہ چونکہ صحت سے تعلق رکھنے والے احکام ہیں، یہ ایسے ہیں جن میں اکثر انسانی عقل پر معاملات کو چھوڑا گیا ہے اور قرآن کریم نے حلال کے ساتھ طیّب کہہ کر ان کی طرف اشارہ فرما دیا ہے۔ جب بعض محرمات سے متعلق ہم اپنی طرف سے اندازہ لگاتے ہیں کہ یہ بھی حکمت ہوگی، یہ بھی حکمت ہوگی، ان اندازوں میں سے ایک یہ بھی اندازہ ہے۔

دوسرا اور بہت سی حکمتیں ہیں۔اُن میں سے ایک ذبح کرنے کا مقصد جانور کو کم سے کم تکلیف دینا ہے۔ اس لئے کہ اگر خون بہایا جائے تو فوری طور پر دماغ سے خون کا رشتہ ٹوٹنے کی وجہ سے حِس ختم ہو جاتی ہے۔تو کئی حکمتیں ہو سکتی ہیں۔

لیکن جہاں تک صحت کا تعلق ہے وہاں بھی یہ سوال درست نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خون جو خشکی کے جانوروں کا ہے بہت جلدی اس میں تعفّن پیدا ہوتا ہے اور وہ گرم خون کہلاتا ہے۔اس کی تاثیریں اور ہیں۔مچھلی کا خون خراب نہیں ہوتا۔مچھلی ساری کی ساری خود خراب ہو تو ہو، اس کے خون کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔مچھلی اور دوسرے سمندر کے جانور جو ٹھنڈے خون والے ہیں اُن کا کوئی اپنا درجہ حرارت معیّن نہیں ہے۔ بیرونی جانوروں کے اپنے درجہ حرارت معیّن ہیں ۔اس لئے اگر ان کے درجہ حرارت سے بیرونی درجہ حرارت گرے تو اُن کے لئے بقا کی جدوجہد مشکل ہو جاتی ہے ۔جب تک اندر کی گرمی اس قدر کافی ہے کہ جس درجہ حرارت پر اللہ تعالیٰ نے ان کو تخلیق فرمایا ہے وہ رکھ سکیں ،اُس وقت تک وہ زندہ رہیں گے ۔جب اندرونی درجہ حرارت اس سے گرنا شروع ہوگا تو پھر ان کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ مچھلیاں اور سمندر کے دوسرے جانور سب کے سب اسی لئے حلال ہیں کہ ان کی اس پہلو سے ساخت مختلف ہے صرف مچھلی کی بحث نہیں ہے ۔اگر سمندر کا درجہ حرارت مائینس زیرو(0-) ہو جائے گا تو ان کا بھی 0- ہو جائے گا۔ اگر وہ بڑھے گا تو اُن کا بھی بڑھے گا۔اس لئے وہ نظام ہی مختلف ہے۔ایک نظام کا دوسرے نظام پر قیاس کرنا، جبکہ دونوں میں بنیادی اختلاف ہے، درست نہیں ہے۔

حجت ہو تو عذاب آتا ہے
عذاب حجت نہیں ہوتا

سوال : نبی کی مخالفت پر عذاب آتا ہے۔ جو ایمان لے آئے ہیں وہ یہ نشان دیکھتے ہیں اور مانتے ہیں ۔مگر جن پر عذاب آتا ہے وہ نہ دیکھتے ہیں اور نہ مانتے ہیں کہ اس عذاب کی وجہ سے وہ اپنی اصلاح کر لیں ۔تو یہ عذاب حجت کس طرح ہوا؟

جواب : حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

حجت ہو تو عذاب آتا ہے ۔عذاب حجت نہیں ہوتا۔جن لوگوں نے دیکھنے کے باوجود نہ مانا ہو اُن پر عذاب آتا ہے۔جنہوں نے دیکھ کر مانا ہو اُن پر عذاب آتا ہی نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ: وہ لوگ جو عذاب کو اپنے اوپر ایسے (بُرے) اعمال سے لازم کرتے ہیں جن اعمال میں ایک دوام ہو چکا ہو۔اگر وہ اعمال بدی کے دوام پکڑ گئے ہوں تو پھر کوئی عذاب ان کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ بلکہ عذاب کے وقت جب وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اے خدا ہمیں لوٹا دے ،اب ہم دیکھ چکے ہیں عذاب کو، ہم نیک اعمال کریں گے ۔تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جھوٹ بولتے ہو سب، تمہارے مونہہ کی باتیں ہیں، تم کبھی بھی وہ کام نہیں کرو گے ۔جو تم آج کرو گے جب تم لوٹو گے وہی کرو گے۔اس بات کا ثبوت کہ وہ ایسا ہی کریں گے ۔اللہ حق ہے یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ بخشش کرتا ہے۔مگر اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی خاطر ثبوت بھی مہیّا فرماتا ہے ۔فرماتا ہے کہ دیکھو کشتی والوں کا حال۔ جب طوفانی ہواؤں میں تیزی آتی ہے اور وہ طوفان بن جاتی ہیں تو جان کو خطرے لاحق ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے وہ دین کو مخلص کرتے ہوئے پکارتے ہیں ۔اے خدا تو ہی ہے صرف جو بچانے والا ہے۔ہم شرک نہیں کریں گے، ہماری توبہ اور جب وہ خشکی پر پہنچتے ہیں تو شرک شروع کر دیتے ہیں ......تو دنیا میں اس بات کا ثبوت قرآن کریم نے خود پیش فرما دیا ہے۔......فرعون سے کیا ہوا تھا۔نو (9) نشان دیکھ کر ہر دفعہ توبہ کی ، ہر دفعہ واپس ہوا تھا۔تو قرآن کریم کوئی دعویٰ بغیر دلیل کے نہیں کرتا۔انسانی فطرت میں اس کے قطعی شواہد موجود ہوتے ہیں۔

مذہب اور سیاست کا آپس میں تعلق

سوال : اسلامی کہلانے والے متعدد ممالک میں مذہب و سیاست آپس میں گڈمڈ کر کے بہت بُرے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں۔سوال یہ ہے کہ مذہب اور سیاست کا آپس میں کیا تعلق ہے اور ان تعلقات کی حدود کیا ہیں؟

جواب : حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مذہب اور سیاست کی حدود کا قرآن کریم نے بڑا کھلے لفظوں میں اظہار فرما دیا ہے۔وہ یہ ہے کہ ﴿ اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ و اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔ وَاِنْ تَنَا زَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ﴾۔ (النساء:60) کہ تم نے اللہ کی بات ماننی ہے اور اللہ کے رسول کی بات ماننی ہے ۔مذہب کے نمائندہ اللہ کے رسول ہیں جو اللہ کی ہدایت کے مطابق چلتے ہیں ۔پس اللہ اور رسول کی بات کو ماننا اوّلیت ہے ۔لیکن امور سیاست میں جو بھی تمہارا حاکم ہے اس کی بات بھی مانو۔ ﴿و اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾ اور تم میں سے وہ جس کے پاس تمہارے معاملات ہیں، جس کے پاس اختیار ہے۔ یہ بات قطعی ہے کہ یہاں دینی معاملات مراد ہیں ۔ان کے ساتھ بھی فرمایا ﴿وَاِن تَنَا زَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ﴾ پس اگر تمہارا کسی معاملہ میں اختلاف پیدا ہو جائے یعنی سیاست اور تقاضے کرے اور تمہارا دین اس کے برعکس تقاضے کرے۔ ﴿فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ﴾ تو ایسے امور کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔تم پابند نہیں ہو ایسے اُوْلِی الْاَمْر کی بات ماننے پر۔

یہاں بھی یہ مراد نہیں ہے کہ روز مرّہ کے معاملات میں آپ اپنے مذہب کے حوالہ سے اس کا انکار کرتے چلے جائیں ۔ یہاں اہم امور پیش نظر ہیں ۔ مذہب کے بنیادی امور میں وہ اُوْلوا الْاَمْر دخل نہیں دے سکتا۔یعنی اللہ اور بندے کے معاملات میں ۔مثلاً عبادت کا حکم ہے۔ اگر وہ کہے کہ میں عبادت نہیں کرنے دونگا ۔تو پھر اس کی کوئی پرواہ نہ کرو ۔وہ کہے کہ تم نے سچ نہیں بولنا ،تم نے لوگوں کے ساتھ احسان کا سلوک نہیں کرنا ،حق تلفی کرو، جھوٹ بولو، بد دیانتی کرو ۔اس قسم کے معاملات ایسے ہیں جن میں کسی اولوالامر کو دخل دینے کا حق ہی نہیں ہے ۔ یہ واضح امور ہیں ۔ان میں کسی ابہام کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔پس قرآن کریم ایسے احکام نہیں دیا کرتا جس سے ابہام پیدا ہوں اور ہر شخص مذہب کے نام پر کہہ دے کہ ہمارا تنازع ہوا ہے ۔اس لئے میں مذہبی طور پر بات مانوں گا ،تمہاری بات نہیں مانوں گا۔اس غلط استنباط کے نتیجہ میں مسلمان ممالک میں ایسی تحریکات چل پڑی ہیں جو کہتے ہیں یہ جو ہماری حکومت ہے اس کو اللہ اور اس کے رسول کی نمائندگی کا حق نہیں ہے ۔ہم اہل دین ہیں ہمیں حق ہے اس لئے جب کوئی جھگڑا ہو ہم سے فیصلہ کراؤ۔اور بہت فساد برپا ہوئے ہیں اس طرح ۔تو یہ حق جو اللہ اور رسول کو ہے ،مولوی کو نہیں ہے ۔اور ایرے غیرے کو نہیں ہے ۔اور اس کا فتویٰ دوسرے نہیں مانیں گے اس معاملے میں ۔مراد ہے جب بھی کہیں ایسا تضاد دکھائی دے تو قرآن کریم کا مطالعہ کرو، قطعی حدیث کے شواہد حاصل کرو اور پھر دیکھ کر فیصلہ کرو کہ آیا اس معاملہ میں اطاعت کرنی چاہئے کہ نہیں ۔اطاعت سے انکار کا حکم نہیں دیا گیا۔﴿ وَاِنْ تَنَا زَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ﴾ اس لئے بڑا واضح کھلا فیصلہ ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: سیاست کو مذہب میں دخل دینے کی اجازت نہیں ہے ۔یعنی بنیادی عقائد میں سیاست کو کسی کے مذہب کے خلاف اس کو حکم دینے کی اجازت نہیں ۔جہاں تک مذہب کو سیاست میں دخل اندازی کا تعلق ہے۔اس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا الْاَمٰنٰتِ اِلٰیٓ اَھْلِھَا فَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّا سِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾ (النساء: 59)۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم مشوروں کے ذریعہ اور رائے دہندگی کا حق استعمال کرتے ہوئے اسے امانت سمجھا کرو اور امانت اُسی کو دو جس کا حق ہے۔ لیکن جب حکومت بن جائے تو اس کا پھر کیا حق ہے اور رائے دہندہ کا کیا حق ہے ۔اس بحث میں صرف ایک بات بیان فرمائی ، جو سیکولرزم ،جس کو انگریزی میں کہتے ہیں اور اردو میں لادینی حکومت کہتے ہیں جو غلط ترجمہ ہے۔ غیر متعصب حکومت کہنا چاہئے ۔صحیح سیکولرزم کی اور غیر متعصب حکومت کی یہ تعریف ہے جو قرآن کریم بیان فرما رہا ہے ﴿فَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّا سِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾ ۔ پھر عدل کے ساتھ حکومت کرو اور اگر عدل کے ساتھ حکومت کرو گے تو مذہبی حکومت کسی ایک مذہب کی طرف سے قائم ہو ہی نہیں سکتی ،ناممکن ہے ۔دینی معاملات میں مذہب کو فوقیت دو ۔سیاسی معاملات میں عدل کو پکڑ لو اور اگر عدل کو پکڑو گے تو ایک ہندو، ایک سکھ، ایک مسلمان، ایک غیر مسلم کو خواہ کوئی بھی ہو اس کے بنیادی حقوق میں کوئی فرق نہیں دیکھا کرتی۔ بلکہ عدل کے بنیادی تصور کے لحاظ سے فیصلہ کرتی ہے اور عدل کسی دین کا نام نہیں ۔عدل وہ توازن ہے جو آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت ان کی تخلیق میں استعمال فرمایا گیا ۔اور اسی کو میزان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ۔میزان اور عدل ایک ہی چیز کے نام ہیں ۔اس لئے عدل کا جو مضمون ہے وہ صرف اسلام سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ ساری تخلیق کے عالم سے تعلق رکھتا ہے۔ جانوروں سے تعلق رکھتا ہے ۔مراد یہ ہے کہ جس کا جو حق ہے اس کو دو۔ اُس کے دین کا اختلاف تم سے کسی قیمت پر بھی اپنے دینی اختلاف کی وجہ سے تمہیں ظلم کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔اس مضمون کو خدا تعالیٰ نے مزید محفوظ فرما دیا، یہ کہہ کر کہ ﴿وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا﴾ (المائدہ :9) کہ کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ اُن سے عدل سے کام نہ لو۔ اور دشمنی سے مراد مولوی یہ لے سکتا تھا کہ غیر مذہبی دشمنی مراد ہے ۔مذہبی نہیں ۔تو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی اس بناء پر کہ انہوں نے تمہیں بیت الحرام سے روک دیا تھا، یعنی تمہارے بنیادی حقوق سے تمہیں روک کیا تھا۔ یہ بات تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اُن سے ناانصافی کا سلوک کرو۔﴿اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی﴾ (المائدہ :9) عدل سے کام لو کیونکہ عدل ہی تقویٰ کے قریب ہے۔

اسلامی نظام حکومت تو کھل گیا۔عدل ہی اسلامی نظام حکومت ہے اور اس عدل کو جو توڑے گا وہ نظام اسلام سے باہر نکل جائے گا ۔جو عدل پر حملہ کرے گا وہ نظام اسلام پر حملہ کرے گا ۔اس سے زیادہ سیاسی فیصلوں کے متعلق ہمیں اور کوئی حکم قرآن کریم میں نہیں ملتا......۔

انتخاب کرو، تو امانت دار کو امانت ادا کرو، حکومت کرو تو عدل سے حکومت کرو ۔ یہ دو باتیں کافی ہیں۔اس کے تابع تمام جمہوری مسائل ایسی خوش اسلوبی سے حل ہوتے ہیں کہ کہیں کوئی رخنہ باقی نہیں رہتا اور جمہوریت کی دوسری تعریف اس کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی ۔کیونکہ جب Government of the people ,by the people for the people . کہتے ہیں تو اس میں عدل کا تو کوئی تصور بھی نہیں آیا۔جن لوگوں نے منتخب کیا ہے اُن کا حکم مانو، اُن کی خاطر حکومت کرو اور اگر غیروں کے ساتھ ان کا مفاد ٹکراتا ہو اور عدل کا تقاضا ہو کہ غیروں کے حق میں فیصلہ کرو تو جمہوریت کی پہلی عبارت ہے کہ ایسا فیصلہ نہیں کرنا......۔

سونامی(TSUNAMI)

زبیر خلیل خان۔ جرمنی

26/دسمبر 2004ء کو جنوبی ایشیا میں Tsunami لہروں کی وجہ سے تاریخ انسانی کی بد ترین تباہی مچی ہے۔انڈونیشیا میں جزائر سماٹرا میں بحر ھند میں زیر زمین زلزلہ کی وجہ سے یہ واقع ہوا ہے۔یہ اتنی بڑی تباہی ہے کہ اس کے اثرات بہت لمبے عرصہ تک محسوس کئے جاتے رہیں گے۔ Tsunami لہریں کیا ہوتی ہیں، کیوں پیدا ہوتی ہیں؟اب تک ان کی وجہ سے کیا کیا تباہیاں آ چکی ہیں؟ ذیل کے مختصر مضمون میں قارئین کے لئے معلومات درج کی جا رہی ہیں۔

Tsunami ایک جاپانی لفظ ہے۔ Tsu کا مطلب ہے ساحل اور انگریزی میں Harbour کہتے ہیں۔جب کہ Nami کا مطلب لہریں ہیں۔ انگریزی میں جسے Waves کہتے ہیں۔بعض لوگ ان کو Tidal Waves یا Seismic Waves بھی کہتے ہیں۔تاہم واضح رہے کہ Tsunami لہریں بہر حال بالکل مختلف ہوتی ہیں۔ Tsunami لہروں کے پیدا ہونے کی وجہ چاند، سورج یا زمین کی کشش ثقل اور یا پھر زلزلہ ہوتی ہے۔اکثر زلزلہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔اوران کی شدت، طاقت اور رفتار کا تعلق بھی زلزلہ کی شدت سے براہ راست ہوتا ہے۔

جہاتک Tsunami لہروں کا ساحلی علاقہ جات پر اثر انداز ہونے کا تعلق ہے اس کا دارومدار اس بات پر ہوتا ہے کہ Tsunami لہروں کے ساحل سے ٹکراؤ کے وقت ساحل سمندر پر پانی کتنا گہرا ہے۔ Tsunami لہروں کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ برق رفتاری سے سفر کرتی ہیں اور لمبی مسافت طے کر لینے کے باوجود ان کی طاقت میں کوئی زیادہ کمی واقع نہیں ہوتی۔سمندر کی چار ہزار میٹر گہرائی میں سات سو کلومیٹر فی گھنٹہ (یعنی جمبو جیٹ) کی رفتار سے یہ لہریں سفر کرتی ہیں۔1963ء سے بین الاقوامی طور پر سمندر کی تہہ میں زلزلہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی لہروں کو Tsunami کہا جاتا ہے۔

جب سمندر کی تہہ میں زلزلہ آتا ہے تو زلزلہ کی وجہ سے سمندر کا پانی جو کہ تہہ کے اوپر ہوتا ہے اس کے عمودی توازن کو زبردست دھچکا لگتا ہے۔ پانی کا یہ اصول ہے کہ وہ ہر صورت اپنے کھوئے ہوئے عمودی توازن کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے وہ بے انتہا سعی کرتا ہے۔اور اس توازن کے حصول کیلئے ہر طرف بکھرنے لگتا ہے اور پانی کا یہ بھی اصول ہے کہ وہ اپنے عمودی توازن کے حصول کیلئے گہرائی کی طرف سے کم گہرائی کی طرف سفر کرتا ہے اور یہ سفر برق رفتاری سے جاری رہتا ہے۔ Tsunami لہریں جو زلزلہ کیوجہ سے پیدا ہوتی ہیں درج بالا اصول کے تحت ساحلوں کا رخ کرتی ہیں۔ جوں جوں یہ لہریں کم گہرے پانیوں کی طرف جاتی ہیں انکی رفتار میں کسی قدر کمی آنے لگ جاتی ہے لیکن ان کی Wave Length اور اونچائی بڑھنے لگ جاتی ہے۔اور پھر جب یہ لہریں ساحل سمندر سے ٹکراتی ہیں تو ان کی اونچائی 10, 20 اور بعض دفعہ 30 میٹر تک بلند ہو جاتی ہے۔بعض دفعہ ایک کے بعد دوسری اور پھر تیسری چوتھی لہر بھی آتی ہے جو کہ انتہائی اونچی ہوتی ہے اور اسکی رفتار بھی بہت تیز ہوتی ہے۔ اپنی اونچائی، لمبائی اور رفتار کی وجہ سے Tsunami لہریں جب ساحل سے ٹکراتی ہیں تو پھر اپنے سامنے آنے والی ہر شے کو خس وخاشاک کی طرح بہالے جاتی ہیں اور تباہ وبرباد کردیتی ہیں۔

اب تک کے ریکارڈ کے مطابق دنیا میں درج ذیل تباہیاں Tsunami کے ذریعہ آ چکی ہیں:

❁ 1929ء میں Grand Bank Canada میں سینکڑوں لوگ ہلاک اور لاکھوں ڈالر کا نقصان۔

❁ 1946ء میں Alaska میں 175 افراد مرے 26 ملین ڈالر کا نقصان ہوا۔

❁ 1952ء میں روس میں جانی نقصان نہ ہوا لیکن ایک ملین ڈالر کا مالی نقصان ہوا۔

❁ 1957ء میں Alaska میں دوبارہ حادثہ ہوا 5 ملین ڈالر کا نقصان ہوا۔

❁ 1960ء میں چلّی میں 2290 افراد مارے گئے 50 ملین ڈالر کا نقصان ہوا۔

❁ 1964ء میں Alaska میں تیسری بار تباہی آئی 122 افراد مارے گئے اور 126 ملین ڈالر کا نقصان ہوا۔

❁ 1975ء میں Hawai میں تباہی آئی سینکڑوں افراد مارے گئے اور کئی ملین ڈالر کا نقصان ہوا۔

❁ 2004ء میں بحر ہند میں انڈونیشیا میں سماٹرا کے علاقہ میں زلزلہ کے نتیجہ میں Tsunami لہر وجود میں آئی۔ بہت سارے ممالک میں 150000 افراد مارے گئے، کئی ملین بے گھر ہوگئے اور نقصانات کا اندازہ کئی بلین ڈالر ہے۔

اب تک کی تفصیلات کے مطابق 26 دسمبر کو بحر ہند میں زیر زمین West Coast of Northern Sumtra میں زلزلہ آیا جو کہ زلزلہ کے پیمانہ کے مطابق شدت 9 طاقت کا تھا۔ بحر ہند میں پچھلے چالیس سالوں میں یہ شدید ترین زلزلہ ہے۔ زلزلہ کے علاقہ میں سمندر کی گہرائی 6 ہزار میٹر تک بتلائی جاتی ہے۔بحر ہند میں قبل از وقت خبردار کرنے کا چونکہ نظام موجود نہ تھا لہذا بہت سارے ممالک کو بروقت خبر دار نہ کیا جاسکا اور گیارہ ممالک میں Tsunami لہروں کی وجہ سے بے انتہا تباہی ہوئی ہے۔جن میں انڈونیشیا، تھائی لینڈ، سری لنکا، بنگلہ دیش، مالدیپ، انڈیا، جزائر انڈیمان، کینیا وغیرہ شامل ہیں۔ انڈونیشیا سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے۔میڈیا کے مطابق روزانہ نقصانات کا نیا تخمینہ لگایا جاتا ہے اور اگلے دن قبل ازیں لگائے گئے تخمینہ سے بھی زیادہ نقصان سامنے آجاتا ہے۔بہرحال نسل انسانی پر قدرتی آفات کے ذریعہ آنے والا یہ اتنا بڑا نقصان ہے کہ جس کے اثرات غالباً برسوں تک محسوس ہوتے رہیں گے۔دنیا بھر کے ممالک اور انسانی بہبود کیلئے کام کرنے والی تنظیموں نے فوری اقدام کیا ہے اور حتی المقدور آفت زدگان کی مدد کے لئے آگے آرہے ہیں۔ دیگر تنظیموں کے ساتھ ساتھ ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل نے بھی مختلف ممالک کی برانچوں کے ذریعہ آفت زدگان کی مدد کیلئے بہت سارے پروگرام تشکیل دیئے ہیں۔ UK, USA اور جرمنی کی ہیومینٹی فرسٹ کی زیر نگرانی مختلف ممالک میں امدادی کارروائیاں جاری ہیں۔ امدادی کارروائیوں کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ عالمگیر کے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطاب میں دنیا کو ایک بار پھر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ اس امر پر غور کریں کہ آخر یہ آفات ساری دنیا پر کیوں نازل ہورہی ہیں۔آپ نے لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ وہ ظلموں سے باز آجائیں اور اپنے خدا کی طرف لوٹیں۔خدا کرے کہ دنیا میں بسنے والے اس نقطہ پر بھی غور کریں۔

❁❁❁❁❁

بقیہ: حقیقی عید از صفحہ نمبر 2

اب تازیانہ ہے۔اور ہر عید جو آتی ہے وہ ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ بولو تم عید کیوں منا رہے ہو۔ہم بے شک ظاہر میں عید مناتے ہیں لیکن اس کے موجبات اور محرکات ہم میں موجود نہیں۔......اگر مسلمان یہ کام کر سکتے ہیں تو ان کی عید، عید ہے۔ورنہ ان کی عید کوئی عید نہیں۔..........پھر ہم کس چیز کی عید منا رہے ہیں۔یہ ایک سوال ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے نفس سے پوچھنا چاہئے۔اگر واقعہ میں ہم میں جانی اور مالی قربانی کی روح پائی جاتی ہے۔اگر ہم خدا تعالیٰ کے سامنے رورو کر اس کی مدد طلب کرتے ہیں تو واقعی ہماری عید، عید ہے۔اور ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے سامنے آنکھ اٹھانے کے قابل ہیں۔ورنہ ہماری عید کچھ بھی نہیں بلکہ ہر عید ہمیں پہلے سے بھی زیادہ مردہ بنا دے گی"۔

(خطبہ عید فرمودہ 28/ جولائی 1949ء بمقام یارک ہاؤس، کوئٹہ)

(خطبات محمود جلد اول صفحہ 301-309)

چار عظیم قوموں کے مستقبل کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں از صفحہ نمبر 4

ہوں تو اس کے کئی فوائد ہیں۔ایک تو یہ کہ جو سفر خالصۃً دین کے لئے اختیار کیا گیا ہو، اگر اس کے نتیجہ میں دنیا بھی حاصل ہو جائے جو پھر دین کی خدمت میں استعمال ہو تو اس سے اچھا سودا اَور کیا ہوسکتا ہے۔اور وہاں اس کے بہت مواقع ہیں"۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل، ۲۸ جولائی ۱۹۹۲ء)

پھر ایک اَور موقع پر ان کی اخلاقی میدان میں مدد کرنے کی غرض سے فرمایا:

"USSR کی ریاستوں میں بڑی تیزی سے جماعت کی طرف مدد کا ہاتھ پھیلانے کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ وہ اخلاقی قدروں میں بھی مدد مانگ رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں آکر ہماری اخلاقی قدروں کی تعمیر میں ہماری مدد کرو۔علمی میدانوں میں بھی ہم سے مدد مانگ رہے ہیں اور انہیں ہم پر اعتماد ہے......اور باوجود اس کے کہ مغربی قومیں ان کو اقتصادی ماہرین مہیا کر رہی ہیں لیکن ان کو (ان پر) اعتماد نہیں ہے ....(پس)....خدا کی خاطر اپنے آپ کو اور اپنے وجود کو اور اپنے خاندانوں کو ان نیک کاموں میں جھونک دیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو کہ خدا نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ آپ کی جماعت رُوس کے علاقوں میں ریت کے ذرّوں کی طرح پھیل جائے گی۔اس کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ یہ خدا کی تقدیریں ہیں۔کوئی انسانی تدبیر خدا کی تقدیر کو نہیں بدل سکتی"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ بمقام،لندن ۲/ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

پھر رُوسی اقوام کے دوبارہ قوت پکڑنے اور ایک بہت بڑی طاقت بن جانے کی صلاحیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"جب رُوس ہم کہتے ہیں تو ہماری مراد USSR کی تمام مشترکہ ریاستیں ہیں یعنی وہ علاقہ جس میں یہ ریاستیں شامل تھیں یا کچھ ان میں سے کٹ چکی ہیں لیکن رُوس سے وابستہ تھیں۔ اَور بہت سی دوسری قوموں میں بھی USSR کو رُوس کے نام سے جانا جاتا ہے۔تو رُوس کے متعلق میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ خیال دل سے مٹا دیں کہ یہ کمزور ہو گیا اور ٹوٹ گیا۔ یہ دوبارہ ضرور اُبھرے گا۔رُوس کے اندر وہ طاقت کی اکائیاں موجود ہیں جن میں دہائیاں بننے کی صلاحیت موجود ہے.....رُوس نے لازماً ایک بڑی طاقت بن کر ابھرنا ہے....(لہٰذا)....دعائیں کریں کہ پھر خدا رُوس کو ایک عظیم طاقت بنادے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ بمقام لندن،۱۵ جنوری ۱۹۹۳ء)

اور آخر پر جماعت کو رُوسی اقوام کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ رُوس کی سرزمین احمدیت کو قبول کرنے کے لئے ذہنی اور قلبی اور روحانی لحاظ سے بہت تیزی کے ساتھ تیار ہو رہی ہے۔پس دعاؤں میں اس سرزمین کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے ان خدمتوں کی جو بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوں اور ان فضلوں کو نازل ہوتا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں جو مقدّر تو ہیں مگر ہماری تمنّا ہے کہ ہمارے دَور میں وہ فضل اُتریں اور ہم اپنی آنکھوں سے ان کو پورا ہوتے دیکھیں"۔

(اختتامی خطاب بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ، جرمنی ،۳۰ مئی ۱۹۹۳ء)

باقی آئندہ شمارہ میں

ہفت روزہ **الفضل انٹرنیشنل کا**

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

بقیہ: دورہ فرانس ازصفحہ نمبر 16

کی جاتی ہے اور کرنی بھی چاہئے۔ تو الّا ماشاء اللہ شادی کے بعد احساس بھی پیدا ہوجاتا ہے کہ انہوں نے اپنے بیوی بچوں کو سنبھالنا ہے اس لئے کوئی کام کریں، کوئی کاروبار کریں، نوکری کریں اور کوئی ملازمت کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ کئی مثالیں ایسی ہیں کہ شادی کے بعد ایسے غریبوں کے حالات بہتر ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ وہ علم رکھتا ہے کہ کس کے کیا حالات ہونے ہیں۔ معاشرے کا یہ کام ہے کہ چاہے وہ بیوائیں ہوں، چاہے وہ غریب لوگ ہوں ان کی شادیاں کروانے کی کوشش کرو۔ اس طرح معاشرہ بہت سی قباحتوں سے پاک ہوجائے گا۔

بیواؤں میں سے بھی اکثر جو ایسی ہیں کہ شادی کرانے کی خواہش رکھتی ہوں، ضرورت مند ہوں اور ان میں سے ایسی بھی بہت ساری تعداد ہوتی ہے جو خاوند کی وفات کے بعد معاشی مسائل سے دوچار ہو جاتی ہے۔ تو ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کو کوئی ٹھکانہ ملے۔ ان کو تحفظ ملے بجائے اس کے کہ وہ مستقل تکلیف اٹھاتی رہے۔ اس لئے فرمایا کہ پاک معاشرہ کے لئے بھی اور ان کے ذاتی مسائل کے حل کے لئے بھی پوری کوشش کرو کہ ان کی شادیاں کروادو۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ حکم ہے اللہ تعالیٰ کا لیکن بعض معاشرے اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ اسلامی اور احمدی معاشرہ کہلاتے ہوئے بعض لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ تو ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مقابلے میں ہماری روایات یعنی وہ جھوٹی روایات جو دوسرے مذاہب یا غیر مسلموں کے بگڑے ہوئے مذہب کا حصہ بن کر ہمارے اندر جڑ پکڑ رہی ہیں، ہمارے اندر داخل ہو رہی ہیں ان کو نکالنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ تو بیوگان کو یہ اجازت دیتا ہے کہ بیوہ ہونے کے بعد اگر کسی کا خاوند فوت ہوجائے تو اس کے بعد جو عدت کا عرصہ ہے، چار مہینے دس دن کا، وہ پورا کرکے اگر تم اپنی مرضی سے کوئی رشتہ کرلو اور شادی کرلو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کوئی ضرورت نہیں ہے کسی سے فیصلہ لینے کی یا کسی بڑے سے پوچھنے کی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ معروف کے مطابق رشتے طے کرو۔ معاشرے کو پتہ ہو کہ یہ شادی ہو رہی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ تو بیواؤں کو تو اپنے متعلق اپنے مستقبل کے متعلق فیصلہ کرنے کا خود اختیار دے دیا گیا ہے یا اجازت ہے اور لوگوں کو یہ کہا ہے کہ تم بلا وجہ اس میں روکیں ڈالنے کی کوشش نہ کرو اور اپنے رشتوں کا حوالہ دینے کی کوشش نہ کرو۔ اگر یہ بیواؤں کے رشتے جائز اور معروف طور پر ہو رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی اجازت دیتا ہے۔ تم پر اس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ تم اپنے آپ کو خاندان کا بڑا سمجھ کر یا بڑے رشتے کا حوالہ دے کر روک نہ ڈالو کہ یہ رشتہ ٹھیک نہیں ہے اس لئے نہیں ہونا چاہئے یا مناسب نہیں ہے۔ بیوہ کو خود فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ تم کسی بھی قسم کی ذمہ داری سے آزاد ہو۔ اللہ تمہارے دل کا بھی حال جانتا ہے۔ اگر تم کسی وجہ سے نیک نیتی سے یہ روک ڈالنے یا سمجھانے کی کوشش کررہے ہو کہ یہ رشتہ نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ جو تمہارے دل میں ہے ظاہر کردو، اس کو بتا دو اور اس کے بعد پیچھے ہٹ جاؤ اور فیصلے کا اختیار اس بیوہ کے پاس رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کا حال جانتا ہے اس کو تمہاری نیت کا پتہ ہے تمہارے سے بہر حال باز پرس نہیں ہوگی۔ اگر نیک نیت ہے تو نیک نیتی کا ثواب مل جائے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے وہ لوگ جو وفات دیئے جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں چار مہینے اور دس دن تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ پس جب وہ اپنی مقررہ مدت کو پہنچ جائیں تو پھر وہ عورتیں اپنے متعلق معروف کے مطابق جو بھی کریں اس بارے میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

حضور انور نے بیوہ عورت کی شادی کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کیا اور بتایا کہ پہلی بات تو معاشرے اور عزیز رشتے داروں کو یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شادی کی عمر میں بیوہ ہو جاتی ہے تو تم لوگ اس کے رشتے کی بھی اسی طرح کوشش کرو جیسے باکرہ یا کنواری لڑکی نوجوان لڑکی کے رشتے کے لئے کوشش کرتے ہو۔ یہ تمہاری بے عزتی نہیں ہے بلکہ تمہاری عزت اسی میں ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر کوئی عمر کی زیادتی کی وجہ سے یا بچوں کی زیادہ تعداد کی وجہ سے یا اپنے بعض اور حالات کی وجہ سے یا کسی بیماری کی وجہ سے شادی نہ کرنا چاہے تو یہ فیصلہ کرنا بھی اس کا اپنا کام ہے۔ تم ایک تجویز دے کے اس کے بعد پیچھے ہٹ جاؤ۔ رشتہ کروانے کے لئے، نہ کہ رشتہ روکنے کے لئے۔ رشتہ کرنا یا نہ کرنا یہ اس کا اپنا فیصلہ ہوگا۔ اس کا اپنا حق ہے اس کو بہر حال مجبور نہ کیا جائے۔ پھر یہ کہ معاشرے کو رشتہ داروں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ زبردستی کسی بیوہ کو ساری عمر بیوہ ہی رکھیں یا اس کو کہیں کہ تم ساری عمر بیوہ ہی رہو۔ گر کوئی خود اپنی مرضی سے شادی کرنا چاہتی ہے تو قرآنی حکم کے مطابق اسے شادی کرنے دو۔ کسی بیوہ کو شادی سے روکنا بھی بڑی بیہودہ اور گندی رسم ہے اور اس کو اپنے اندر سے ختم کرو۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کا بھی ذکر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تین مرتبہ فرمایا۔ اے علی! جب نماز کا وقت ہوجائے تو دیر نہ کرو۔ اور اسی طرح جب جنازہ حاضر ہو یا عورت بیوہ ہو اور اس کا ہم کفو مل جائے تو اس میں بھی دیر نہ کرو۔ اس حدیث کے آخری حصہ کی تشریح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ عورت اگر بیوہ ہوجائے اور شادی کے قابل ہو اور اس کا ہم کفو مل جائے، مناسب رشتہ مل جائے، معاشرے میں جو اس عورت کا مقام ہے اس کے مطابق ہو خاندانی لحاظ سے اپنے رہن سہن کے لحاظ سے ہم مزاج ہو، عورت کو پسند بھی ہو تو پھر رشتہ دار اس سلسلہ میں روکیں نہ ڈالیں۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس کو جلد از جلد بیاہ دو۔ اس سے بھی پاک معاشرے کا قیام ہوگا۔ اور عورت بھی بہت سی باتوں سے جو بیوہ ہونے کی وجہ سے اس کو معاشرے کی سہنی پڑتی ہیں بچ جائے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر بیوہ کو خود بھی اختیار دیا گیا ہے کہ خود بھی وہ جائز طور پر رشتہ کرسکتی ہے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ یہ بھی اس لئے ہے کہ وہ اپنے آپ کو تحفظ دے سکے۔ اس اختیار کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح وضاحت فرمائی ہے کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شادی کے معاملہ میں بیوہ اپنے بارے میں فیصلہ کرنے میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے۔ اور کنواری سے اجازت لی جائے گی اور اس کا خاموش رہنا اجازت تصور کیا جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ اس سے وضاحت ہوگئی کہ بیوہ کا حق بہر حال فائق ہے لیکن کنواری لڑکی کے بارے میں یہ شرط ہے کہ اس کا ولی اس کے بارے میں فیصلہ کرے اور وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات تو اصل میں معاشرے میں بھلائی اور امن پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ تو بیوہ کیونکہ دنیا کے تجربے سے گزر چکی ہوتی ہے دنیا کی اونچ نیچ دیکھ چکی ہوتی ہے اور الا ماشاء اللہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرسکتی ہے اس لئے اس کو یہ اختیار دے دیا۔ لیکن کنواری لڑکی بعض دفعہ بھول پن میں غلط فیصلے بھی کرلیتی ہے اس لئے اس کے رشتے کا اختیار اس کے ولی کو دیا گیا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کو یہ حق دیا گیا کہ اگر وہ اپنے ولی یا باپ کے فیصلے سے اختلاف رکھتی ہو، اس پر راضی نہ ہو تو نظام جماعت کو بتائے اور فیصلے کروالے لیکن خود عملی قدم اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس سے بھی معاشرے میں نیکی اور بھلائی کی بجائے فتنہ اور فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

اس بارہ میں حضور انور نے بعض احادیث پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ جماعتی نظام میں یہ بہر حال دیکھا جائے گا کہ لڑکی جہاں رشتہ کررہی ہے یا جہاں رشتے کی خواہش رکھتی ہے وہ لڑکا بہر حال احمدی ہو۔ کیونکہ ان تمام باتوں کا مقصد پاک معاشرے کا قیام ہے۔ نیکیوں کو قائم کرنا ہے اور نیک اولاد کا حصول ہے۔ اگر احمدی لڑکے احمدی لڑکیوں کو چھوڑ کر اور احمدی لڑکیاں احمدی لڑکوں کو چھوڑ کر دوسروں سے شادی کریں گے تو معاشرے میں، خاندان میں فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہوگا۔ نئی نسل کے دین سے ہٹنے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے دین کا کفو دیکھنا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح دنیا کا۔ ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں کو بعضوں کو بڑا رجحان ہوتا ہے غیروں میں رشتے کرنے کا۔ اس طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے اس آزاد معاشرے میں خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضور نے فرمایا کہ نظام کی بھی فکر اس لئے بڑھ گئی ہے کہ ایسے معاملات اب کافی زیادہ ہونے لگ گئے ہیں کہ اپنی مرضی سے غیروں میں، دوسرے مذاہب میں رشتے کرنے لگ جاتے ہیں۔

حضور انور نے رشتہ سے قبل معروف طریق کے مطابق لڑکی کو دیکھنے کے معاملہ کے بارہ میں تفصیل سے روشنی ڈالی اور لمبا انتظار کئے بغیر بچوں اور بچیوں کے رشتے جلد طے کرنے کے بارہ میں بھی نصائح فرمائیں۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ پر چلتے ہوئے رشتے قائم کرنے کی توفیق دے۔ بچوں کے رشتے کروانے کی توفیق دے اور قرآنی حکم کے مطابق یتیموں، بیواؤں ہر ایک کے رشتے کروانے کی توفیق دے نظام جماعت کو بھی اور لوگوں کو بھی معاشرے کو بھی۔ اور سب بچیاں جن کے والدین پریشان ہیں ان سب کی پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ کے بعد تین بجے حضور انور نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کرکے پڑھائی۔ ساڑھے چار بجے مشن ہاؤس کے گرد و نواح کے علاقہ میں پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ قریباً نصف گھنٹہ کی سیر کے بعد حضور انور واپس مشن ہاؤس تشریف لائے۔

سوا پانچ بجے حضور انور نے بیت السلام میں نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ سوا چھ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور امیر صاحب فرانس کو جلسہ کے نظام کے تعلق میں بعض ہدایات دیں۔

اس کے بعد 6:30 بجے حضور انور چلڈرن کلاس کے لئے MTA سٹوڈیو (فرانس) میں تشریف لائے۔ اس کلاس میں چھوٹی عمر کے بچے اور بچیاں شامل تھیں۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ نغمانہ اعجاز نے کی اور پھر اسکا اردو ترجمہ پڑھا۔ فرنچ ترجمہ عزیزہ ندا ربّانی نے پڑھا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد تین بچیوں عزیزہ انیس دوبوری، عزیزہ ھبۃ النور اور عزیزہ نائلہ اشتیاق نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ کلام ''حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی'' کورس کی شکل میں خوش الحانی سے پڑھا۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بچوں سے اس نظم میں سے بعض الفاظ کے معانی دریافت فرمائے۔ اس کے بعد عزیزہ حانیہ گُل نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ بچپن'' کے عنوان سے اور اردو زبان میں تقریر کی جس کا فرنچ ترجمہ عزیزہ عفّت مبشر نے پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزہ قمر ضیاء نے ''فرانس میں اسلام و احمدیت کا نفوذ'' کے عنوان پر اردو زبان میں تقریر کی جس کا فرنچ ترجمہ عزیزم غالب نور نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ ماہ رُخ، عافیہ خورشید، عزیزہ افشاں مالک، عزیزہ عفّت مبشر اور عزیزہ کنول نے مل کر کورس کی شکل میں نعت ؎

بدرگاہ ذی شان خیر الانام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

پیش کی۔ جس کا فرنچ زبان میں ترجمہ عزیزہ ماہ رُخ نے پیش کیا۔

نعت کے بعد فرانس کے بعض تاریخی مقامات کا تعارف کروایا گیا۔ سب سے پہلے عزیزہ مہ جَبین نے ایفل ٹاور کے بارہ میں بتایا اس کے بعد عزیزم عدنان حیدر نے ''ایوینو دے شانزے لیزے'' اور عجائب گھر کے بارہ میں بتایا۔ عزیزم لبید بٹ نے 'NOTRE DOME DE PARIS' کے بارہ میں تعارف کروایا۔ بعد ازاں بچوں نے فرانسیسی مصنوعات کے بارہ میں بتایا جن میں عزیزہ عانیہ خورشید نے فرانس کی زراعت اور عزیزم سفیر احمد نے فرانسیسی کھانوں کے بارہ میں پروگرام پیش کیا۔

پروگرام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ نے بہت مفید اور ضروری ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے منتظمین کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ پروگرام ترتیب دیتے وقت موقع اور حالات کو بھی دیکھنا چاہئے۔ مثلاً اب کرسمس کے دن ہیں تو پروگرام میں کرسمس کے بارہ میں بتانا چاہئے تھا تا کہ بچوں کو اس کی اصل حقیقت اور

صحیح تصوّر کا پتہ چلے اور ان کے شعور میں اضافہ ہو۔ پروگرام کے آخر پر حضور انور نے بچوں میں چاکلیٹ اور تحائف تقسیم فرمائے۔ اس کے بعد یہ کلاس قریباً آٹھ بجے اپنے اختتام کو پہنچی ۔اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔

25 دسمبر 2004ء بروز ہفتہ:

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نماز فجر بیت السلام میں پڑھائی ۔سوا گیارہ بجے حضور انور جلسہ سالانہ فرانس کے انتظامات کے معائنہ کے لئے تشریف لائے ۔اس سے قبل حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور سرانجام دیئے ۔

حضور انور نے مردانہ جلسہ گاہ اور خواتین کے جلسہ گاہ کا معائنہ فرمایا اور ان دونوں جگہوں کو اور سٹیج پر لگے ہوئے بینرز کو پسند فرمایا۔حضور انور نے کچن (لنگرخانہ) سٹور اور کھانا کھلانے کی مارکی کا بھی معائنہ فرمایا۔رہائش کے لئے مہیّا کی گئی جگہوں اور دفاتر کو بھی دیکھا ۔دفتر امانات کے ساتھ بک سٹال اور کتب کی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا ہے،حضور انور نے نمائش بھی دیکھی۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات کے معائنہ کے بعد حضور انور مشن ہاؤس سے باہر کے علاقہ میں پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے مشن ہاؤس کے ارد گرد کا علاقہ بہت خوبصورت ہے۔مختلف رستوں سے ہوتے ہوئے قریباً پون گھنٹہ کی سیر کے بعد واپس تشریف لائے۔

ایک بجے حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں ،نمازوں کی ادائیگی کے بعد تقریب آمین ہوئی۔آٹھ بچوں اور بچیوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف جگہوں سے قرآن کریم سُنا اور آخر پر دعا کروائی۔

4:30 بجے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور دفتری ملاقاتوں کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو سات بجے تک جاری رہیں۔ فرانس کی پانچ مختلف جماعتوں کی 21 فیملیز کے 84 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ان ملاقات کرنے والوں میں ایک فیملی کا تعلق امریکہ سے تھا۔سوا سات بجے حضور انور نے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

❁❁❁❁❁

عیسوی سال کا آغاز

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

آج کل عملاً ساری دنیا سنِ عیسوی کو ہی استعمال کرتی ہے اگرچہ پہلے وقتوں میں قوموں کے اپنے اپنے سال ہوتے تھے۔مثلاً مصریوں ، ہندوستانیوں، چینیوں، ایرانیوں،وغیرہ کے اپنے اپنے سال مقرر تھے۔عرب چاند کے مہینوں کو استعمال کرتے تھے،رومن اپنا سال یکم جنوری سے شروع کرتے تھے۔

دراصل سال ایک گول دائرہ کی طرح ہے اس لئے اس کا آغاز سال کے کسی بھی دن سے کیا جاسکتا ہے۔اس لئے موسم کی تبدیلی پر اس کی بنیاد رکھی گئی۔ ورنہ دراصل تو سورج کے سال کا آغاز اس دن سے ہونا چاہئے تھا جس روز 4600 ملین سال پہلے زمین سورج سے علیحدہ ہو کر اپنے محور پر جھکی اور کشش ثقل (Gravity) کے زیر اثر اس نے سورج کے گرد اپنے مدار پر گھومنا شروع کیا تھا۔اس وقت زمین پر کوئی مخلوق نہ بستی تھی ۔ظاہر ہے ہزاروں درجے سنٹی گریڈ گرم آپ کے گولہ پر کون رہ سکتا تھا۔لیکن بفرض محال اگر اس وقت کوئی وجود زمین پر ہوتا اور سورج کو پہلی بار زمین پر طلوع ہوتے دیکھتا تو وہی دن سال کا پہلا دن ہوتا۔ لہذا سال کے آغاز کا فیصلہ ہر قوم کی اپنی مرضی پر منحصر تھا جس طرح کسی نے چاہا کرلیا۔ اس لئے یکم جنوری کو کوئی مخصوص حیثیت دینے کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔ باقی دن بھی اسی خدا کے بنائے ہوئے ہیں اور نظریاتی طور پر کسی بھی دن سے سال کا آغاز سمجھا جاسکتا ہے۔

رومنوں نے 153 قبل مسیح میں یکم جنوری سے سال کا آغاز کیا لیکن ان کا کیلنڈر موسموں کے ساتھ منطبق نہیں ہوتا تھا۔47 قبل مسیح میں جولیس سیزر (Julius Caeser) نے اس سال کو 445 دن کا قرار دے کر اس فرق کو دور کیا۔ لیکن 576 عیسوی (یعنی آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے چھ سال بعد) اس وقت کی رومن حکومت نے موسم بہار میں جب دن رات برابر ہوتے ہیں یعنی 21/مارچ سے سال کا آغاز قرار دے دیا۔ سیزر کے کیلنڈر میں ایک اور غلطی تھی ۔اس کا کیلنڈر کا سال شمسی سال کے مقابلہ میں 18 گھنٹے اور 32 منٹ زیادہ لمبا تھا ۔ اس غلطی کی اصلاح 1582ء میں پوپ گریگوری (XIII) نے کی اور 4/اکتوبر 1582ء بروز جمعرات کے بعد جمعہ کے روز کو 15/اکتوبر قرار دے دیا۔ نیز اس نے دیکھا کہ سال 365.25 دن کا ہوتا ہے اور چار سال بعد ایک دن زائد ہو جاتا ہے اس لئے لیپ کا سال 366 دن کا کر دیا۔ یہی گریگورین کیلنڈر آج دنیا استعمال کرتی ہے۔

اس سال 26/دسمبر 2004ء کو بارہ ممالک پر قیامت گزر گئی۔ شدید زلزلہ اور سمندری طوفان (Tsunami) کی وجہ سے ڈیڑھ لاکھ سے زائد انسان لقمہ اجل بن گئے۔کئی ممالک نے نئے سال کی تقریبات منسوخ کر دیں اور ان پر اٹھنے والا خرچ سیلاب زدگان کو دے دیا۔ سڈنی میں گو تقریبات منسوخ تو نہیں کی گئیں البتہ آتش بازی کے بعد ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی۔ گویا ’رند کے رند رہے اور ہاتھ سے جنت نہ گئی‘۔

مومن چونکہ کوئی دعا کا موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اس لئے وہ معروف سال کا آغاز بھی دعاؤں ہی سے کرتا ہے ۔ ورنہ وہ تو ہر روز خدا سے عرض کرتا ہے : ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گزرے۔

❁❁❁❁❁

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینیجر)

چہرے کی ورزش کے چند طریقے

کیرول میگیو نے اپنی کتاب Facercise میں چہرے کے عضلات کی ورزش کے جو طریقے بیان کئے ہیں ،ان میں سے چند ذیل میں دیئے جا رہے ہیں۔ کیرول کا کہنا ہے کہ ان ورزشوں کو دن میں دو بار دس،دس منٹ تک کرنے سے آپ اپنی بڑھتی ہوئی عمر کے چہرے پر نظر آنے والے اثرات کو روک اور ختم بھی کر سکتے ہیں ۔کیرول کے بیان کئے گئے یہ طریقے آپ بھی اپنے چہرے کو دلکش اور جھریوں سے محفوظ کے لئے استعمال کرسکتے ہیں۔

☆ آنکھوں کی ورزش کے لئے ڈیلوں کو دونوں جانب اور اوپر نیچے آہستہ آہستہ گھماتے ہوئے اس پوزیشن پر لے جائیں جیسا کہ بھینگا پن کے باعث آنکھیں نظر آتی ہیں ۔اس ورزش سے آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے بننے سے رُک جاتے ہیں ۔اور آنکھ کے نچلے پپوٹے کے ساتھ کھال میں تناؤ آجاتا ہے ۔جبکہ اس ورزش میں پپوٹوں کو بار بار کھولنے اور بند کرنے سے ڈھلتی عمر میں بھویں کے آنکھ پر ڈھلکنے کی بھی شکایت ختم ہو جاتی ہے۔

☆ اکثر دونوں بھویں کے درمیان واقع جگہ پر کھڑی شکنیں پڑ جاتی ہیں جن سے آنکھوں، بھنووں اور پیشانی کی جاذبیت متاثر ہوتی ہے ۔اس شکایت کے خاتمے کے لئے انگشتِ شہادت اور انگوٹھے کی مدد سے ان کا اس طرح مساج کریں کہ جب آپ انگلی اور انگوٹھے کو پھیلائیں تو دونوں بھویں دور ہٹتے ہوئے محسوس ہوں۔

☆ منہ کے دہانے پر اکثر بیضوی شکل کی جھریاں پڑ جاتی ہیں ۔ان سے بچنے کے لئے انگشت شہادت سے ان کا ہلکا ہلکا مساج کریں ۔یہ مساج اس طرح کریں کہ انگلیاں دہانے کے کنارے سے شروع ہو کر گالوں کی جانب جائیں۔ کچھ دیر تک یہ مساج کرنے کے بعد مسکرانے کا انداز اختیار کریں اور پھر منہ بند کر لیں ۔ایسا تین چار بار کریں۔اس سے لبوں کے دونوں انتہائی کناروں پر جھریوں کو نمودار ہونے کو روکا جاسکتا ہے۔

☆ ہونٹوں کو خوبصورت ، جاذب نظر اور خصوصاً بالائی لب پر پڑنے والی بدنما شکنوں کو ختم کرنے کے لئے دونوں لبوں کو ایک ساتھ ملالیں اور پھر انگشت شہادت سے لبوں کے دونوں حصوں کا آہستگی سے مساج کریں۔

☆ چہرے کی دلکشی دوران خون اور سانسوں کی درست آمد و رفت سے بھی مشروط ہے ۔ناک کے دونوں نتھنوں کی ورزش ، چہرے کے عضلات تک گردش خون کی آمد ورفت کو درست رکھتی ہے اور چہرے کی جلد کے اندرونی خلیوں کو بھی آکسیجن فراہم ہوتی رہتی ہے ۔اس مقصد کے لئے پرسکون ہو کر بیٹھ جائیں اور آنکھیں موند کر گہری گہری سانسیں لیں اور آکسیجن کو پھیپھڑوں تک لے جائیں اور چند سیکنڈ کے وقفے کے بعد اپنے منہ کو تھوڑا سا کھول کر اور بالائی لب کو سکیڑ کر یہ ہوا پھیپھڑوں سے خارج کریں۔

☆ چہرے کے نیچے ،گردن کے سامنے والے حصے پر پڑنے والی شکنوں کو دور کرنے کے لئے اپنی ہنسلی کی ہڈی سے اوپر سیدھے ہاتھ کو تھوڑا سا خم دے کر حلق کے اوپر رکھیں اور پھر چہرے کے نیچے گردن والے حصے کا آہستہ آہستہ اس طرح مساج کریں کہ انگلیاں اور انگوٹھا کھال کو گردن کے پچھلے حصے کی طرف دھکیلے۔اس دوران اپنے سر کو پیچھے کی جانب موڑیں اور تین تک گنتی گنیں اور واپس نارمل حالت میں سر کو لے آئیں۔

☆ ٹھوڑی کی کھال کے قدرتی تناؤ کو برقرار رکھنے کے لئے منہ کو پورا کھولیں ۔یہ عمل اس طرح کریں کہ دونوں لب گولائی کی شکل میں کھلیں اور پھر منہ آہستہ آہستہ بند کرلیں ۔اس کے بعد دونوں جبڑوں کو کانوں کی سمت جس قدر با آسانی پھیلا سکتے ہیں پھیلا لیں اور پھر آہستہ آہستہ لبوں کو نارمل پوزیشن پر اس طرح لے جائیں جیسے کہ مسکراتے وقت لبوں کی پوزیشن ہوتی ہے ۔اس ورزش کی مدد سے ٹھوڑی کے نچلے حصے کی جلد کو لٹکنے سے بچایا جاسکتا ہے۔

☆ چہرہ ہماری شخصیت کے لئے استقبالیہ کاؤنٹر کی حیثیت رکھتا ہے،لہٰذا پورے چہرے کی ورزش کے لئے سب سے پہلے اپنی انگلیوں کو مساج کرتے ہوئے ناک کے اوپری حصے سے بھووں تک لے جائیں ۔تقریباً دس پندرہ بار یہ عمل کریں۔اس کے بعد انگلیوں کے پوروں سے گالوں کی ہڈیوں کے اوپر سے مساج شروع کرتے ہوئے آنکھوں کے گرد تک چلے جائیں۔ پھر اسی طرح انگلیوں کے پوروں کے ذریعہ ٹھوڑی سے لے کر کانوں تک کا مساج کریں ۔یہ مساج چہرے کی جلد کے مردہ خلیات کے خارج کرنے اور نئے خلیوں کے پیدا ہونے میں مدد دینے کے علاوہ چہرے کی تھکن کو بھی ختم کر دیتا ہے اور خون کی گردش کو بھی بہتر بناتا ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ مصباح ،اکتوبر 2003ء)

❁❁❁❁❁

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:
AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

”الفضل ڈائجسٹ“ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا رسالہ النداء (سالانہ نمبر ۲۰۰۴ء)

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کے جریدہ ”النداء“ کا سالانہ نمبر A4 سائز کے ڈیڑھ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے جو انگریزی اور اردو میں تیار کئے گئے ہیں۔ اطفال کے لئے سولہ خصوصی صفحات بھی اس میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے رنگین صفحات بھی اس شمارہ کی زینت ہیں جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے پہلے دورۂ کینیڈا کی تصاویر بھی شائع کی گئی ہیں۔ بنیادی طور پر یہ رسالہ عمدہ تربیتی اور معلوماتی مواد پر مشتمل ہے، اس کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ کی سرگرمیوں کو بھی پیش کیا گیا ہے نیز مزاحیہ کالم بھی شامل اشاعت ہیں۔ چنانچہ یہ خصوصی پیشکش ہر پہلو سے قابل تعریف ہے۔

بچی کی رخصتی پر جہیز

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جب اپنی بیٹی حفصہ کی شادی کی تو انہیں علاوہ اس جہیز کے جو عام طور پر لوگ دیا کرتے ہیں ایک بڑا صندوق کتابوں کا بھی دیا جو آپ کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ یہ سب کتابیں قرآن کریم، احادیث اور دینیات کی تھیں۔ مگر جب انہیں ڈولی میں سوار کیا گیا تو آپؓ انہیں رخصت کرنے کے لئے تشریف لائے اور کہا: ”حفصہ! میں تیرا جہیز لایا ہوں“۔ پھر ایک کاغذ ان کی گود میں رکھ دیا اور کہا کہ ”بچہ! اس کو سسرال پہنچ کر کھولنا اور پڑھ لینا“۔

اس کاغذ میں درج تھا: ”بچہ اپنے مالک، رازق، اللہ کریم سے ہر وقت ڈرتے رہنا اور اس کی رضامندی کا ہر دم طالب رہنا اور دعا کی عادت رکھنا، نماز اپنے وقت پر اور منزل قرآن کریم کی بقدر امکان بدوں ایام ممانعت شرعیہ ہمیشہ پڑھنا۔ زکوٰۃ، روزہ، حج کا دھیان رکھنا اور اپنے موقع پر عمل درآمد کرتے رہنا۔ گلہ، جھوٹ، بہتان، بیہودہ قصے کہانیاں یہاں کی عورتوں کی عادت ہے اور بے وجہ باتیں شروع کر دیتی ہیں۔ ایسی عورتوں کی مجلس زہر قاتل ہے۔ ہوشیار، خبردار رہنا۔ ہم کو ہمیشہ خط لکھنا۔ علم دولت ہے، بے زوال، ہمیشہ پڑھنا۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کو قرآن پڑھانا۔ زبان کو نرم، اخلاق کو نیک رکھنا۔ پردہ بڑی ضروری چیز ہے۔ قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھتے رہنا۔ مرأۃ العروس اور دوسری کتابیں پڑھو اور ان پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر ہو اور تم کو نیک کاموں میں مدد دیوے۔ والسلام۔ نورالدین (31/ مئی 1891)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا یہ خط مجلس انصاراللہ کینیڈا کے مجلّہ ”نحن انصاراللہ“ اپریل تا ستمبر ۲۰۰۴ء کی زینت ہے۔

کولیسٹرول......یعنی......خون کی چکنائی

مجلس انصاراللہ کینیڈا کے مجلّہ ”نحن انصاراللہ“ اپریل تا ستمبر ۲۰۰۴ء میں مکرم ڈاکٹر مظہر صاحب کے ایک مضمون میں کولیسٹرول کے مثبت اور منفی پہلوؤں کے بارہ میں تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس بارہ میں ایک مختصر مضمون ۲۹/اکتوبر ۱۹۹۹ء کے شمارہ کے اسی کالم میں بھی شامل اشاعت ہے۔

کولیسٹرول یعنی خون کی چکنائی ایک زرد، نرم، ملائم، چربیلا مادہ ہے جو ہارمون اور خلیوں کی بیرونی جھلی کی تعمیر میں استعمال ہوتا ہے اور اس کی مناسب مقدار انسانی جسم میں بہت اہم اور مفید کردار ادا کرتی ہے۔

ایک عام سبزی خور شخص روزانہ 200 تا 400 ملی گرام کولیسٹرول روزانہ کھاتا ہے جبکہ ایک غیر سبزی خور 400 تا 600 ملی گرام کولیسٹرول روزانہ کی خوراک سے حاصل کرتا ہے۔ لیکن خون میں کولیسٹرول کی بڑی مقدار جگر میں تیار ہونے والے کولیسٹرول کی ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر چند ہفتوں تک خوراک میں کم کولیسٹرول لیا جائے تو جگر اس کی جگہ بھی زائد کولیسٹرول پیدا کرتا ہے۔ بنیادی طور پر اسے اچھی اور بری، دو اقسام میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ اچھا کولیسٹرول جسم سے زائد کولیسٹرول کو جگر کے ذریعہ ختم کرتا ہے۔

جوں جوں انسان کی عمر گزرتی جاتی ہے اس کے خون کی نالیوں کی لچک کم ہوتی جاتی ہے۔ اور کولیسٹرول اور چربی کا خون کی شریانوں میں جمع ہوتے جانا انہیں مزید تنگ و سخت کرتا جاتا ہے۔ جس کے باعث خون تیزی سے اور صحیح طور پر اپنا بہاؤ جاری نہیں رکھ سکتا۔ رکاوٹ کے باعث خون کا دباؤ نالیوں پر بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ دل کو اپنے کام کے لئے جتنا خون درکار ہوتا ہے اور جتنی آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے وہ اسے نہیں مل سکتی۔ جس کی وجہ سے انجائنا شروع ہوسکتا ہے۔ سینے میں درد اس لئے اٹھتا ہے کہ دل کو مطلوبہ مقدار میں آکسیجن نہیں ملتی۔ سانس کی تنگی ہوتی ہے اور بے چینی بڑھ جاتی ہے۔ دل کی شریانوں کی مکمل رکاوٹ کے باعث خون کی سپلائی مکمل طور پر رک جاتی ہے اور ہارٹ اٹیک واقع ہو جاتا ہے۔

کولیسٹرول کی زیادتی پیدا کرنے والی اشیاء میں تلی ہوئی اشیاء، دودھ، مکھن، گھی، سفید آٹا و میدہ کی مصنوعات، چینی، کیک، پیسٹری، بسکٹ، پنیر، آئس کریم، گوشت (خصوصاً بیل و بکری کا)، انڈا (ایک انڈے کی زردی میں 300 ملی گرام کولیسٹرول ہوتا ہے)، کھانے پینے کی عادات میں بے قاعدگی، سگریٹ نوشی، شراب نوشی، چائے، کوک، کافی۔ کیفین ایک ایسا کیمیکل ہے جو چائے، کافی اور کوک میں پایا جاتا ہے۔ تاہم تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ چائے میں نسبتاً کم ہوتا ہے۔ البتہ کافی کے کثرتِ استعمال سے بلڈ پریشر و بلڈ کولیسٹرول خاصا بڑھ جاتا ہے۔ تحقیق و سروے کے مطابق دل کی بیماریوں کے سبب اموات میں ایسے افراد کی بہت بڑی تعداد تھی جو زیادہ کافی پیتے تھے اور ان کی اموات دل کی شریانوں کی بیماریوں کے باعث واقع ہوئیں۔

غصہ، جھگڑے، ذہنی پریشانیاں، ذہنی دباؤ، کھچاؤ بھی کولیسٹرول کی مقدار بڑھا دیتے ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے جسم میں ایڈرینالین اور کارٹی سون نامی ہارمون خارج ہوتے ہیں جو چربی زیادہ پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

بلڈ کولیسٹرول کو کم کرنے کے لئے ریشہ دار غذاؤں کا استعمال کریں، اَن چھنے موٹے آٹے کی خشک روٹی کھائیں، جَو یا گندم کا دلیہ بکثرت استعمال کریں، دالیں بمعہ چھلکا کھائیں، سبزیاں، پھل، سلاد کا بکثرت استعمال کریں۔ کم ازکم آٹھ دس گلاس روزانہ سادہ پانی پینا بے حد مفید ہے۔ روغنیات میں روغنِ زیتون (Olive Oil) مکئی، مونگ پھلی وسویابین، سن فلاور، مچھلی کا تیل یا سلمن مچھلی کا گوشت استعمال کریں۔

لہسن جگر میں کولیسٹرول کی پیداوار کو روکتا ہے اور خون میں لوتھڑے بننے کے عمل کو روکتا ہے۔ اسبغول (سالم یا چھلکے) کا مسلسل آٹھ دس ہفتوں تک استعمال 15 سے 20 فیصد مضر کولیسٹرول کو کم کر دیتا ہے۔ خشک دھنیا پیس کر ایک یا دو چائے کے چمچ پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ لیموں، املی اور خشک آلو بخارا پانی میں بھگو کر مسلسل استعمال کریں۔ اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

باقاعدہ ورزش بھی برے کولیسٹرول کو کم کرنے اور مفید کولیسٹرول کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ بھاپ کا غسل اور ٹھنڈے غسل بے حد مفید ثابت ہوئے ہیں۔

ہومیوپیتھی میں کولیسٹرینیم، فائٹولاکا اور فاسفورس ۳۰ طاقت میں ملا کر استعمال کریں۔

اسی طرح ڈاکٹر ریکوگ اینڈ کو جرمنی کی بنی ہوئی ہومیو مرکب دوا آر نمبر 79، کولیسٹرول کی زیادتی کو دُور کرنے میں مفید ثابت ہوئی ہے جو خون کی نالیوں کی تنگی کو دور کرتی ہے۔

اسی طرح پرہیز و غذا کے سلسلہ میں افراط و تفریط اور انتہا پسندی کی بجائے میانہ روی کو معمول بنائیں۔ بعض لوگ جذبات میں آکر یک لخت سب چیزوں سے پرہیز کا علم بلند کر دیتے ہیں مگر جلد تنگ آکر پھر یک دفعہ سب کچھ پھر سے شروع کر لیتے ہیں۔ یہ طریق درست نہیں۔

صحت کا خیال ایک مسلسل جہاد ہے اور نہائت مشکل امر ہے۔ پس اس جہاد کو ہمیشہ جاری رکھیں۔ انسان عموماً اپنی غلطیوں سے بیمار ہوکر اپنی عمرِ طبعی سے قبل چل دیتا ہے۔ بہت سے مفید کام جو کر سکتا تھا ان سے محروم رہ جاتا ہے اور اپنے پسماندگان کو بھی گوناگوں مسائل سے دوچار کر جاتا ہے۔

صحت کی جنت بھی ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ دراصل بیماری کا آغاز یا ابتداء کچن سے شروع ہوتی ہے۔ حقیقی بھوک پر خواہ سادہ سے سادہ کھانا کیوں نہ کھایا جائے وہی لذیذ ہوتا ہے۔ اور کھانوں کو چٹ پٹا بنانے کی ضرورت دراصل ان لوگوں کو ہے جو محض حصولِ لذت یا بالفاظ دیگر حصولِ مرض کی خاطر کھاتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ کم خوری علاجوں کی ماں ہے۔ کولیسٹرول کو کم رکھنے کے لئے کم خوری بے حد ضروری ہے۔

جب بھی کسی سے ورزش کرنے کا کہا جائے تو عدم فرصت کا بہانہ پیش کیا جاتا ہے مگر پندرہ منٹ سے ایک گھنٹہ روزانہ ورزش پر صرف کرنے سے آپ کی عمر میں 10 سے 40 سال کا اضافہ ہو جائے تو اس میں آپ کا کتنے فیصد نقصان ہے؟

کولیسٹرول کے اسباب کے سلسلہ میں آجکل ڈپریشن و فرسٹریشن (احساسِ محرومی) کو بہت کوسا جارہا ہے۔ ہر طرف مادہ پرستی، لالچ اور حصول زر کی دوڑیں لگی ہیں۔ یہ ڈپریشن کی آگ اور بھڑکتی ہے۔ یہ سب منفی ڈپریشن کی قسمیں ہیں۔

لیکن ”ڈپریشن“ اپنی ذات میں برا نہیں جبکہ وہ مثبت ہو۔ انبیاء، صلحاء و بزرگان کی طبع میں بھی ڈپریشن تھا مگر وہ مثبت تھا۔ وہ تھا فقط دوسروں کے غم میں خود کو ہلاک کر ڈالنا۔ یہ ڈپریشن حیات بخش و زندہ جاوید ہے۔ دعوتِ الی اللہ کی لگن عمدہ ڈپریشن کی بہترین مثال ہے۔

☆ مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کے مجلّہ ”النداء“ کے سالانہ نمبر ۲۰۰۴ء کی زینت مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے۔ یہ نظم آپ نے خدام کے سالانہ اجتماع سے واپسی پر کہی تھی:-

مَیں اُن کی بزم طریقت میں رہ کے آیا ہوں
مقام خوف و محبت میں رہ کے آیا ہوں
نگاہِ شوق کو حاصل تھا لطفِ ذوقِ نظر
حریم ناز و نزاکت میں رہ کے آیا ہوں
وہاں زبان کو تھا اذن گویائی
مگر حدود شریعت میں رہ کے آیا ہوں
فریب دے نہیں سکتا مجھے یہ حسن مجاز
کہ مَیں جہانِ حقیقت میں رہ کے آیا ہوں

Al Fazl International Weekly,

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday January 14 , 2005 | Issue No. 02

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا فرانس میں ورود مسعود اور جماعتی مصروفیات کی مختصر جھلکیاں

انفرادی اور فیملی ملاقاتیں۔ چلڈرن کلاس۔ معائنہ انتظامات جلسہ سالانہ۔ تقریب آمین

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

22دسمبر2004ء بروز بدھ:

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز یورپ کے دوممالک فرانس اورسپین کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد پونے دو بجے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے ۔حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مرد و خواتین کی ایک بڑی تعداد مسجد فضل لندن میں جمع تھی ۔حضور انور نے ہاتھ ہلا کر سب احباب کا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اور اجتماعی دعا کروائی جس کے بعد قافلہ برطانیہ کی بندر گاہ DOVER کے لئے روانہ ہوا ۔لندن سے DOVER کا فاصلہ 109 میل ہے۔قریباً پونے دو گھنٹے کے سفر کے بعد ساڑھے تین بجے DOVER پہنچے ۔مکرم منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر یوکے اور بعض جماعتی عہدیداران حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے ساتھ آئے تھے۔حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے اوران تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔

امیگریشن کی کاروائی و دیگر امور کی تکمیل کے بعد P&O کی فیری میں سوار ہوئے جو قریباً پونے چھ بجے فرانس کی بندرگاہ CALAIS کے لئے روانہ ہوئی۔ P&O بڑا بحری جہاز (FERRIE) ہے ۔اس کی نو منازل ہیں ۔قریباً 1:30 گھنٹہ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کا مطابق سوا آٹھ بجے CALAIS پہنچے۔ برطانیہ اور فرانس کے وقت ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔

Calais کی بندرگاہ پر امیر صاحب فرانس نے اپنی مجلس عاملہ کے بعض ممبران کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا ۔ پورٹ پر ہی ایک کیفے ٹیریا میں ایک علیحدہ حصہ مخصوص کر کے نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔حضور انور ایدہ اللہ نے یہاں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد قافلہ احمدیہ مشن ہاؤس بیت السلام پیرس (PARIS) کے لئے روانہ ہوا۔CALAIS سے پیرس کا فاصلہ 3 صد کلومیٹر ہے۔قریباً تین گھنٹہ کے سفر کے بعد رات بارہ بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پیرس (فرانس) کے مشن ہاؤس ’بیت الاسلام‘ پہنچے ۔ یہاں پیرس ریجن کی پانچوں جماعتوں کے احباب مرد و خواتین ، بچے بوڑھے حضور انور کے استقبال کے لئے موجود تھے ۔سردی بھی تھی اور ہلکی ہلکی بارش بھی ہو رہی تھی لیکن یہ عُشّاق اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے موسم کی شدّت کی پرواہ کئے بغیر شام سے ہی مشن ہاؤس میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے اور اپنے آقا کے انتظار میں مشن ہاؤس سے باہر کھلے آسمان تلے کھڑے تھے۔اور حضور انور کی آمد پر ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہے تھے ۔حضور انور نے سب کے سامنے سے گزرتے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کر کے تمام احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا ۔اس کے بعد حضور انور مشن ہاؤس سے ملحقہ اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے ۔پھر کچھ ہی دیر بعد حضور انور باہر تشریف لائے اور بیس منٹ (BASEMENT) میں نئے تعمیر ہونے والے رہائشی حصہ اور کمروں وغیرہ کا معائنہ فرمایا۔اس حصہ ممیں قافلہ کے ممبران کی رہائش تھی ۔معائنہ کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔

23/دسمبر2004ء بروز جمعرات:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر مسجد بیت السلام پیرس میں پڑھائی۔

صبح حضور انور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے ۔دوپہر ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ نے ’بیت السلام‘ میں نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے مشن ہاؤس کی بالائی منزل پر رہائشی حصہ کا معائنہ فرمایا اور موقع پر امیر صاحب فرانس کو مبلغ کی رہائش گاہ اور ایک مہمان خانہ کے قیام کے متعلق ہدایات دیں۔حضور انور نے MTA سٹوڈیو فرانس کا بھی معائنہ فرمایا۔

اس کے بعد حضور انور پیرس کے نواح میں واقعہ علاقہ SAINT PRIX (جہاں ہمارا مشن ہاؤس ہے) میں قریباً پون گھنٹہ پیدل سیر کی۔

فرانس میں غروب آفتاب کا وقت پانچ بجے سے پہلے ہے حضور انور ایدہ اللہ نے پانچ بجے مسجد بیت السلام میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

24/ دسمبر2004ء بروز جمعۃ المبارک:

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نماز فجر مسجد ’بیت السلام‘ (پیرس) میں پڑھائی۔

دو بجے حضور انور نے ’بیت السلام‘ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا ۔حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ MTA پر LIVE نشر کیا گیا ۔حضور انور نے تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد درج ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی۔

﴿وَاَنْکِحُوْا الاَیَامیٰ مِنْکُمْ وَ الصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ۔اِنْ یَکُوْنُوا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ۔وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ﴾

(سورۃ النور :33)

فرمایا کہ آج کل شادی بیاہ کے بہت سے مسائل سامنے آتے ہیں۔ روزانہ خطوں میں ان کا ذکر ہوتا ہے۔لڑکیوں کی طرف سے عورتوں کی طرف سے بچیوں کے رشتوں کے مسائل ہیں۔ جو کم مالی حیثیت رکھنے والے ہیں ان کے رشتوں کے مسائل ہیں لڑکا ہو یا لڑکی۔ بیواؤں کے رشتوں کے مسائل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایسی بعض بیوائیں ہوتی ہیں جو شادی کی عمر کے قابل ہوتی ہیں یا بعض ایسی جو اپنے تحفظ کے لئے شادی کروانا چاہتی ہیں ان کے رشتوں کے مسائل ہیں ۔لیکن ایسی بیوائیں بعض دفعہ معاشرے کی نظروں کی وجہ سے ڈر جاتی ہیں اور باوجود یہ سمجھنے کے کہ ہمیں شادی کی ضرورت ہے ،وہ شادی نہیں کرواتیں۔تو بہرحال مختلف طبقوں کے اپنے اپنے مسائل ہیں۔ ہمارے بعض مشرقی ممالک میں اس بات کو بہت برا سمجھا جاتا ہے بلکہ گناہ سمجھا جاتا ہے کہ عورت اگر بیوہ ہو جائے تو دوسری شادی کرے۔ اور بعض بیچاری عورتیں جو اپنے حالات کی وجہ سے شادی کرنا چاہتی ہیں ان کے بعض دفعہ رشتے بھی طے ہو جاتے ہیں لیکن ان کے عزیز رشتہ دار اس بات کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔اور اس طرح ان کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں اور بیچاری عورت کو اتنا عاجز کر دیتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی سے ہی بیزار ہو جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ حیرت اس بات کی ہے کہ یہاں یورپ میں آ کر جہاں اور دوسرے معاملات میں روشن خیالی کا نام دے کر بہت سارے معاملات میں ملوث ہو جاتے ہیں جن میں سے بعض کی اسلام اجازت بھی نہیں دیتا لیکن یہ جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بیواؤں کی شادی کرو اس بارے میں بڑی غیرت دکھا رہے ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ تمہارے درمیان جو بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کراؤ۔اور اسی طرح جو تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے نیک چلن ہوں ان کی بھی شادیاں کراؤ۔اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی بنا دے گا۔ اور اللہ بہت وسعت عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا حکم جس پر ہر ایک کو عمل کرنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ تو بڑا واضح طور پر کھل کر فرماتا ہے کہ معاشرے میں اگر نیکیوں کو فروغ دینا ہے تو معاشرے میں جو شادیوں کے قابل بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کرانے کی کوشش کرو بلکہ یہاں تک کہ اُس زمانے میں جو غلام تھے اور لونڈیاں تھیں ان میں سے بھی جو نیک فطرت ہیں ان کی بھی شادیاں کروا دو تا کہ برائی نہ پھیلے۔ یہ جو غریب لوگ ہیں مایوسی کا شکار نہ ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس زمانے میں غلام تو نہیں ہیں لیکن بہت سے ممالک میں غربت ہے اور غربت کی وجہ سے شادی نہیں ہوتی تو جماعت ان لوگوں کی مدد بھی کرتی ہے۔ اس لئے انفرادی طور پر بھی بعض لوگ مدد کرتے ہیں اور کرنی بھی چاہئے۔

تو فرمایا یہ نہ سمجھو کہ ان کی غربت ہے اس لئے شادی نہ کراؤ۔ اگر مرد کام نہیں کرتا یا ملازمت اس کے پاس نہیں ہے یا کوئی کمائی کا ایسا بڑا ذریعہ نہیں ہے تو ان کی شادیاں بھی کرواؤ اور پھر جماعت میں جو ایک نظام رائج ہے ایسے لوگوں کی ملازمت یا کاروبار کی کوشش بھی

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت،شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔